رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باسم اللہ بگیرم ـــــ خامہ را بحمد اللہ تو لیسیم شانہ را

اللہ اللہ

سیرت

خلقِ محمدی

حضرت خواجہ امیر احمد رحمت اللہ بسالوی

عالی خاندان بلوچستان کے رہنما ... خواجہ ا

حضرت مولانا نیک محمد شاہ
سکنہ دلیوالی قریشیاں چیانوالی۔
حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی علیہ الرحمۃ
کے ساتھ 40 سالہ رفاقت کا احوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

—×—

مصنف کتاب حضرت مولانا نیک محمد بن لطف سکنہ سوانس تحصیل وضلع میانوالی ہیں۔ جن کی اولاد اب دلیوالی قریشیاں پر مقیم ہے۔ سادات کاظمی سے ان کا تعلق ہے۔ اور ان کے شجرہ، تذکرہ سادات دوست محمد خیل میں ان کے یہ حالات درج ہیں۔

نیک محمد جیسا ان کا نام ہے ویسے ہی نیک اور اسم بامسمیٰ تھے۔ وہ صاحب علم تھے اس لیے انہیں مولوی نیک محمد صاحب کہا جاتا تھا۔ مولانا امیر احمد بسالوی علیہ الرحمہ کے مرید اور ان کے مجاز تھے۔ حضرت بسالوی رحمۃ اللہ علیہ جو بلند پایا ولی اللہ تھے مولوی نیک محمد صاحب ان کے منظور نظر تھے اور خوش الحانی سے حضرت بسالوی علیہ الرحمہ کو قوالی سناتے صوفیانہ قافیوں اور نعتوں سے ان کا وقت خوش کرتے، ان کے لنگر کی بے حد خدمت لاتے اور یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب پر رنگ تصوف غالب تھا۔ اور وہ حضرت صاحب سے مجاز ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بیعت بھی کرتے اور ان کے مریدوں کا باقاعدہ سلسلہ ہے۔ انہی مریدوں نے آپ کا مقبرہ بھی بنایا ہے۔

اس کتاب کا نام پہلے صفحہ پر درج تھا لیکن وہ صفحہ غائب ہو چکا تھا۔ اب اس کتاب کے نام کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا تھا۔ حضرت مولانا نیک محمد علیہ الرحمہ نے تحریر کیا ہے کہ انہوں نے چالیس سال سے زیادہ کا عرصہ حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی علیہ الرحمہ کی رفاقت میں گزارا۔ انہوں نے ان کے ساتھ گزارے وقت کے حالات کو قلم بند کیا ہے۔ یقیناً یہ کتاب حضرت خواجہ امیر احمد بسالوی علیہ الرحمہ کے مریدین اور بالخصوص محققین حضرت کے لیے نادر روزگار معلومات کا ایک خزانہ ثابت ہوگی۔ مورخہ: 18.05.25

سید طارق مسعود کاظمی ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر ریٹائرڈ میانوالی۔ 03006081614

اس کے بعد

پیدائش ۔ رہائش علمی لیاقت ۔ درجہ خلافت ۔ درجہ فنا فی اللہ شیخ جناب خواجہ امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ تحریر میں لا کر زیر خدمت محبان فقر و محبان سرورِ کائنات و محبان ماسوائے اللہ پیش کرتا ہوں۔

اُمید کرتا ہوں کہ میرے رفقاء اس پُر در کشف راز کو پڑھ کر دلی مقصود کی تہ تک پہنچ جائیں گے۔ یعنی مرید ہونا کیا مراد ہے۔ پیر ہونا کیا مقصود ہے۔ صدر ایوان رسل پیغمبر آخر الزمان میں منظور اور مقبول ہونا درجہ ربوبیت تک بنی انسان کا پہنچنا۔ یعنی اللہ پاک کی ذات ... جانا۔ کے رموز کے اثرات سے مسائل کے لئے بھی بارا پردگی میں دست دعا دراز کرنا۔ کہ اللہ و تبارک تعالیٰ بروز قیامت زیر سایہ محبوبان خود کھڑا کرے۔

وصال: ۲۱ ذوالحجہ 1357
11-2-1939

پیدائش خواجہ امیر احمد رحمۃ

ملک بلوچستان تونسہ شریف سے چھ منزلیں مغرب کی جانب ہے۔ وہاں ایک نالہ بہتا ہے۔ جس کا نام سنگھڑ ہے۔ غریب نواز خواجہ امیر احمد علیہ کا خانہ رہائش شمالی کنارے پر ہے۔ اور حضرت خواجہ سلیمان علیہ

اصلی پیدائش درگ شریف میں ہوئی۔ مگر رہائشی مکانات سنگر نالے کے جنوبی کنارے پر آباد ہے۔

خواجہ امیر احمد علیہ صاحب و خواجہ سلیمان علیہ کے مکانات آمنے سامنے تھوڑے فاصلے پر واقع تھے۔ خواجہ امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار اعلےٰ خاندان حضرت حمزہؓ کی اولاد سے تھے۔ عہدی بجدی ان کا شجرہ اولیائی طرز میں چلا آیا ہے۔

خواجہ امیر احمد صاحب کے والد بزرگوار نہایت ہی متقی۔ زاہد۔ پرہیزگار قرآن مجید کے قاری حافظ تھے۔ ان کے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ ہر چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ (۱) درویش صاحب۔ جوکہ زاہد اور صوفی تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں مستغرق رہتے تھے۔ یہی سجادہ نشین صاحب خواجہ میاں محمد علیہ کے والد بزرگوار ہیں۔ (۲) دین محمد صاحب سادے۔ سودھے اللہ داسی بندے تھے۔ یہ جناب صاحبزادہ صاحب شیر محمد و اللہ بخش صاحب کے والد بزرگوار تھے (۳) جناب خواجہ امیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سالک۔ متقی عالم فاضل زاہد پرہیزگار معرفت سے پُر تھے۔ غریب نواز تھے۔ یعنی شادی کا نام بھی نہیں لیا۔ مادری اولیا تھے۔

(۴) حضرت خواجہ خیر محمدؒ مجذوبی حال کے تھے۔ جن کے فرزندارجمند صاحبزادہ صاحب خواجہ نواز نور محمد صاحب ہیں۔ حضور غریب نواز خواجہ امیر احمد علیہ کی والدہ ماجدہ نہایت ہی پرہیز گار زاہدہ و تقوٰالاثان تھیں۔ جنکی عمر یک صد سال سے زیادہ تھی۔ جنابہ کی زبان مُبارک سے خود بندہ نیک محمدؒ نے سُنا ہے۔ کہ ایک روز میں اپنے عزیز امیر احمد علیہ رحمت کو پنگھوڑے میں سُلا کر باہر ایک کوس کے فاصلہ پر پہاڑ کے دامن میں پانی لانے کیلئے گئی۔ جب پانی لا کر واپس آئی۔ جب اندر داخل ہوئی تو کیا دیکھا کہ میرالخت جگر خواجہ امیر احمد علیہ شقی سانپ کا سر پکڑ کر مُنہ میں چوس رہا تھا۔ میں نے دیکھ کر واویلہ کیا۔ کہ میرے عزیز کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ میرا شور و غوغہ سُنکر اِرد گرد کے لوگ جمع ہو گئے۔ اس افراتفری میں سانپ کہیں چھُپ گیا۔ لیکن تمام جمع شدہ لوگوں نے خواجہ غریب نواز کو پنگھوڑے میں مسکراتا اور کھیلتا ہُوا پایا۔ یہ کرامات دیکھ کر تمام بلوچ متعجب ہُوئے اور پکار اُٹھے کہ یہ مادری اولیاء ہے۔ دُوسرا یہ بھی مائی مبارکہ کی زبان سے سُنا گیا ہے۔ کہ ایک روز مال مویشی چرانے کے لئے سنگر نالہ کو پار کر کے جنوب کی طرف گئی۔ اچانک سنگر نالہ بوجہ بارش

بھرپور بہنے لگا۔ وقت تنگ تھا۔ مال مویشی کو نالہ سے پار کرنے کے لئے
کوشش کی تنگ وقت ہے۔ اور حضرت غریب نواز امیر احمدؒ علیہ
کو کپڑے میں ڈال کر سر اور پشت پہ باندھ کر بیل کا دم پکڑ کر نالہ پار
کرنے کے لئے توکل کی۔ اور جب درمیان نالہ پہنچی تو نالہ کا پانی
بہت زوروں پر تھا۔ خواجہ صاحب کو بہت غوطے آنے لگ گئے۔ میں
بے چین اور بے آرام تھی۔ کہ خواجہ صاحب نے بہت غوطے کھائے
ہیں۔ راستے میں میرا لختِ جگر سرائے رحلت سے کوچ کر گیا ہوگا۔ مال
مویشی میں خود نالہ سے پار نکلے۔ تو پریشانی کی حالت میں خواجہ صاحب
کو پشت پر سے کھول کر دیکھا تو بالکل لباس سمیت خشک اور مسکراتے
کھیلتے دیکھا۔ خداوند کریم کا لکھ بار شکریہ ادا کیا۔ ؎

اولیاء راہست قدرت از الٰہ ⁂ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

خواجہ امیر احمد علیہ رحمت کا تمام کنبہ خواجہ سلیمان علیہ الرحمت کے مرید
تھے۔ اور حضرت خواجہ سلیمان علیہ رحمت حضور خواجہ امیر احمد کی
پیدائش کے بہت مدت پہلے تونسہ شریف میں مقیم تھے۔ حضرت
سلیمان علیہ الرحمت کی تونسہ شریف میں جانے کے یہ وجوہات تھے

جو درگ شریف سے تونسہ شریف تشریف لے آئے۔ کہ حضرت غریب نواز نور محمد مہاروی علیہ الرحمت حضرت غریب نواز خواجہ فخر علیہ الرحمت جو کہ نامی گرامی اولیاء اللہ تھے۔ یہ غریب نواز نور محمد مہاروی علیہ الرحمت کے پیر تھے۔ اور حضرت خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمت ہمیشہ مہار شریف سے پیدل چل کر خواجہ فخر علیہ الرحمت اللہ کے ساتھ دلی کے قریب شریف میں جمعہ پڑھ کر واپس مہار شریف تشریف لے آئے۔ اس طرح جمعہ پڑھتے آئے۔ پورے چوبیس سال جمعہ ادا کیا۔ چوبیس سال کے بعد خواجہ فخر صاحب نے خواجہ نور محمد علیہ کو ارشاد فرمایا۔ کہ آپ یہاں نہ آیا کریں۔ چشتیاں والی مسجد میں جمعہ ادا کر لیا کریں۔ جو کہ مسجد چشتیاں والی مسجد شریف سے تین کوس مشرق کو تھی۔ وہاں ادا کرتے رہیں۔ اور میرے فرمان کو یاد رکھنا کہ اچانک ایک لڑکا تیرے پاس آوے گا۔ اس کو اپنے قبضے میں کرنا چاہا۔ قدرت اللہ کی یہ تھی۔ کہ خواجہ سلیمان کے والد فوت ہو چکے تھے۔ اور والدہ ماجدہ زندہ تھی۔ اور حضرت

سلیمان غریب نواز مال مویشی چرایا کرتے تھے۔ قدرت کاملہ رب کی یہ ہوئی۔ کہ ایک دن مویشی چرانے کے لیئے جنگل میں گئے۔ اور موسم گرما تھا۔ مال مویشی کو پانی پلانے کے لیئے سنگر نالہ کی طرف لے گئے۔ اور پانی پلا کر سنگڑ نالہ کے کنارے پر ایک گھنا درخت تھا۔ مال مویشیوں کو اس کے سایہ کے نیچے لے آئے اور خود سائے کے مغرب کی جانب لیٹ اور سو گئے قدرت رب کی یہ ہوئی۔ کہ آپ سوتے رہے اور مال مویشی چرتے چرتے اور گھر جا پہنچے۔ ماں مبارکہ نے مال مویشی کو دیکھ کر شور و غوغہ کیا۔ کہ مویشی گھر پہنچ گئے ہیں۔ لیکن میرا لخت جگر سلیمان علیہ الرحمت نہیں پہنچے والدہ ماجدہ معہ کنبہ تلاش کرتے کرتے اس درخت کے نیچے پہنچے۔ تو کیا دیکھا۔ کہ خواجہ سلیمان علیہ رحمت اللہ درخت کے نیچے سوئے ہوئے ہیں۔ اور سایہ ڈھل چکا تھا۔ وقت نماز ظہر تھا۔ لیکن وہ درخت حضرت غریب نواز پر سایہ کئے ہوئے بحال کھڑا ہے۔ یعنی اس کا سایہ نہیں ڈھلا تھا۔ یہ قدرت کاملہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے۔ اور حمد و ثناء خداوند کریم کی بیان کر کے کہا۔ کہ یہ تو مادری اولیاء ہیں۔ اور ہم اس سے مال مویشی چراتے رہتے ہیں۔

حمد و ثناء خداوند تائیں جو لائق صفتاں شاناں
گوناگوں مخلوق بنائی اندر زمین آسماناں!

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی تواضع اور ادب آداب کرنا شروع کر دی۔ اور مال مویشی دانا ہند کر دیا۔ اور تعظیم کرنی شروع کر دی۔ کچھ عرصہ بعد غریب نواز کے دل میں قدرتی خیال پیدا ہوا۔ کہ میں مہار شریف چلا جاؤں۔ اور والدہ ماجدہ سے رخصت حصول کر کے مہار شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ پہنچتے ہی حضرت غریب نواز نور محمد مہاروی علیہ الرحمت نے حضرت سلیمان علیہ رحمت کو بغیر پوچھے۔ پوچھائے پکڑ کر بیعت کر لیا۔ یعنی مرید کیا۔ بعدۂ خواجہ نور محمد علیہ رحمت نے خداوند پاک کا شکریہ کیا۔ کہ خواجہ فخر علیہ رحمت کا فرمان مجھ سے آج پورا ہو چکا ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ رحمت کو میں نے مرید بنا لیا ہے۔ اور حضرت محمد سلیمان علیہ رحمت نے ترتیب دار درگاہ شریف سے مہار شریف آنا جانا پیشہ بنا لیا۔ باقاعدہ آتے جاتے رہے۔ بہت عرصہ کے بعد حضرت غریب نواز نور محمد مہاروی کا جہان دنیا سے رحلت کرنے کا وقت پورا ہو گیا۔ تو دوران بیماری میں پوچھتے رہے۔ کہ سلیمان درگ شریف

سے آیا ہے یا نہیں۔ تو خادم جواب میں کہتے۔ کہ درگ شریف بہت دور ہے۔ ابھی تک نہیں پہنچا۔ دوسری دفعہ پوچھا۔ تیسری دفعہ کامل قدرت سے تیسری بار پہنچ گیا۔ دیکھتے ہی حضرت نور محمد مہاروی علیہ رحمت نے ارشاد فرمایا۔ کہ تمام لوگ یہاں سے دور ہو جائیں۔ حضور مہاروی علیہ رحمت اللہ نے خواجہ سلیمان کو گلے سے لگا کر دروازہ بند کر کے منہ پر منہ رکھ کر پھوک دیا۔ اور فرمایا۔ کہ آپ باہر چلے جاؤ میری فوتیدگی کے وقت میرے پاس نہ رہنا۔ اور جنازے کے وقت آکر جنازہ نماز میں شامل ہونا۔ اور جب قبر تیار ہو جائے۔ تو میری قبر پر چھ ماہ کا عرصہ سکونت پذیر ہونا۔ مہار شریف سے میرا جنازہ اٹھ گیا ہے۔ چونکہ چشتیاں والی بستی میں خواجہ فخر صاحب کا جمعہ ادا کرنے کا مجھے فرمان ملا ہے۔ اسلئے میرا مقبرہ وہاں تیار کرنا۔ اور چھ ماہ مقبرہ پہ بیٹھنا چھ ماہ کے بعد درگ شہر چلا جانا۔ اور والدہ ماجدہ کو ہمراہ لے کر تونسہ شریف کی بستی میں قائم پذیر ہونا اور رہائش رکھنا اور خلق خدا کو خداوند کریم کا رستہ بتانا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

واہ سبحان اللہ۔ اللہ میاں کے شان جنہوں شاناں سب بنیاں
حضرت سلیمان علیہ الرحمت درگ شریف سے روانہ ہوکر تونسہ شریف
قائم پذیر ہوئے۔ چاروں طرف قابل اور کستہ عاشرق۔ مغرب
شمال جنوب ان کا غل برپا ہو گیا۔ حضرت خواجہ جگدا والی۔ رومی
روسی۔ نسب سوالی۔ جو در آیا۔ نہ مڑیا خالی۔ بھر بھر جھان بلاندے ہو
واہ سبحان اللہ۔

لے بانڑاں سکیاں کاٹیاندا کر مالی نال بلیندیاں نیاں نی
اک دیا سوہنیاں منتھے بھاگ نہیں ہکدیاں کو ہجیاں کیسر بندیاں نی
اک دیا ستواہنے دن گل لاسو ہون ہلدیاں بیٹھ مواندی رہنیاں نی
علی حیدر احسن پر ماہی مہربان ہویا۔ گھر بیٹھی دی آساں پنیاں نی

حضرت جناب خواجہ امیر احمد لبالوی علیہ الرحمت کی جب
پیدائش ہوا۔ تو ہوتے ہوتے بچپن کے مرحلے سے پروان چڑھنے
لگے۔ اور والد بزرگوار کے ساتھ اور خاص کر اپنے بھائی مبارک
درویش رحمت اللہ کے ہمراہ تونسہ شریف آتے جاتے تھے۔ عرصہ
کے بعد اللہ میاں نے دل میں علم حاصل کرنے کی شوق پیدا کر دی

اور تونسہ شریف میں رہائش فرما کر حضرت خواجہ محمود رحمتہ
کے ہمراہ مل کر سبق پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے علم میں ماہر
ہو گئے۔ جس وقت علم حاصل کر لیا۔ تو حضور غریب نواز خوش
کی بستی میں کسی عالم فاضل کی خدمت میں رہ کر علم کا مطالعہ کیا
کرتے اور حضور غریب نواز اپنے مُنہ مُبارک سے فرماتے تھے۔

کہ جب میں مثنوی شریف جوش سے سبق پڑھتا۔ تو ترت اور شیریں
کلام کی وجہ سے استاد صاحب اپنی پگڑی مُبارک میرے سر پر رکھ
دیتے تھے۔

حضرت غریب نواز علم فقہ۔ نظم۔ صرف نحو۔ کے بڑے لائق
اور ماہر تھے۔ علم تحصیل کر کے درمیان کا واقع مسکین کو معلوم نہیں
کس طرح گذرا۔ جب حضور غریب نواز میرا شریف پہنچے۔ عرصہ گزرنے
کے بعد مسکین پر بھی اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنا کرم کر کے میرا شریف
میں لے آیا۔ حضرت غریب نواز میروی علیہ نے اس مسکین نیک محمد
کو مولوی طلب الدین کے سپرد کیا۔ اور مسکین نے کریما اور نام حق
پڑھ کر شیخ عطار پڑھنا شروع کی۔ ولیکن استاد صاحب

کی طبیعت مُبارک خشک تھی۔ مسکین اس کی طبیعت برداشت نہ کر سکا۔
تو حضور غریب نواز حضرت میروی علیہ رحمت نے ظہر کی نماز پڑھ کر
بمعہ درویشاں بنگلہ مُبارک میں پہنچے۔ مجلس بھرپور تھی۔ خاصکر
بڑے میاں جو حضور کے پاس رہے تھے۔ اور سرفراز وغیرہ پنڈ سلطانی
والے سب مجلس موجود تھے۔ مسکین نے جا کر خدمت حضور والا میں
عرض گزاری۔ کہ جناب والا اگر اجازت ہو تو میں گھر کی طرف
چلا جاؤں۔ یہ عرض سُنتے ہی اللہ واحد حضور اٹھ کھڑے ہوئے
اور مسکین کا دایاں بازو پکڑ کر فرمایا۔ کہ مجلس والیو۔ خاصکر
میاں کو کہ مسکین لالو نیک محمد حافظ طلب الدین کی خشک طبیعت
برداشت نہیں کر سکا۔ اسکو میں حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد
رحمت کے ہاتھ میں دیتا ہوں۔ اور جناب خود مسکین کو ہمراہ لے
کر خواجہ امیر احمد کے بنگلے میں تشریف لے آئے۔ اور دروازے
پر پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد نے
خواجہ میروی غلایہ کو دروازے پر کھڑا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور
مرحبا مرحبا پکار کر باہر نکلے۔ حضور قبلہ عالم صاحب میروی رحمت اللہ

نے خواجہ امیر احمد کو فرمایا۔ کہ میرے پیارے لاڈ نیک محمد کا بائیاں بازو تیرے ہاتھ میں پکڑاتا ہوں۔ اسے قیامت تک نہ چھوڑنا۔ حضرت میردی علیہ واپس چلے گئے۔ اور خواجہ امیر احمد نے مسکین کو اپنے ہمراہ لائیں جانب جگہ دے کر بٹھایا۔ اور جب تک حضرت غریب نواز زندہ رہے مسکین کو اپنے دائیں طرف بٹھاتے اور عین کرم نوازی اور شفقت سے پیش آتے۔ راز رب کو معلوم ہے۔ کہ میروی کا مسکین کو خواجہ امیر احمد لوی کے سپرد کرنے میں کیا حکمت تھی۔ باطنی راز خدا جانتا ہے۔ ظاہر وجہ یہ تھی۔ کہ مسکین خوش آواز تھے۔ نئی نئی طرز کے اشعار و کلمات توحید و نعتیں اور عشقانہ بیان کرتا تھا۔ تو حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد علیہ اس پتا شیر امیر کے نہایت ہی شائقین تھے۔ خواص کہ خواجہ امیر ..ری علیہ رحمت بھی سماع کے بہت شائقین تھے۔ اور حضرت خواجہ امیر احمد علیہ ہمیشہ جنگلات میں رہتے۔ صبح سویرے سحود کے وقت جہر کرتے اللہ ساتھ رہا سماع کا مشغلہ بھی مستانہ رکھتے اور شام کے وقت بھی مع درویشوں کے یہی مشغلہ ہوتا۔ اور ہمیشہ نماز عصر با جماعت گذارتے کہ بارہ تیرہ پندرہ درویشوں کے ہمراہ جمعہ ایں پوشیدہ رہتے۔ اور

جائے مقام پانی والی جگہ پُر کرتے۔ اور درویشوں کے ہمراہ زمین پر بیٹھتے اور زمین پر آرام فرماتے۔ رازق رزاق حق تعالیٰ کی قدرت سے کوئی نہ کوئی روٹی کا بندوبست ہو جاتا۔ کبھی فاقہ پیش نہیں آیا۔ کیونکہ میرا شریف کے گرداگرد ڈھوکیں یعنی علیحدہ علیحدہ۔ تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر میرے والے لوگوں کے اپنی اراضیات میں مکان بنے ہوئے تھے۔ وہ لوگ۔ انتظار میں رہتے۔ کہ مولوی صاحب ٹمے والے خواجہ امیر احمد صاحب ہماری طرف آنکلیں۔ تو ہم دعوت دیں گے۔ وہ ہر وقت چاہوند رہتے۔ اور انتظار کرتے رہتے۔ اگر قدرت سے بارش یا آندھی وغیرہ آجاتی۔ تو درویش خطرے سے بھاگ جاتے اور کہیں جا کر پناہ لیتے۔ لیکن حضور غریب نواز امیر احمد علیہ وہیں ہی رہتے نہ بارش کی پرواہ کرتے نہ آندھی پالے کی اور مسکین نیک محمد حضرت میروی کی موجودگی میں اسی طرح پانچ سال کا عرصہ گزارا۔ اور خرچ کبھی ہمراہ نہ لے جاتے اور منہ مبارک سے ارشاد فرماتے۔

پلے خرچ نہ بندھے پکھی تے درویش

جنہاں تکیہ رب دا اُنہاں رزق ہمیش

ہر کہ باشد پہلوئے شیر دار۔ کم نیابد روز شب اورا کباب۔

حضرت غریب نواز بے حد متوکل تھے۔ مسکین نیک محمد چالیس سال سے زیادہ عرصہ حضور کی خدمت اقدس میں گزارہ مگر ویران جنگلات میں دور دور تک چلے جاتے۔ ماسوا عصا اور آفتابہ کے کوئی خرچ ہمراہ نہیں لے جاتے۔ حالانکہ بیس بیس چالیس پچاس درویش بھی ہمراہ ہوتے۔ رازق رزاق کا قدرتاً بندوبست کر دینا۔ اور حضرت میروی علیہ بھی صبح شام جنگلات میں چلے جاتے تھے۔ اور درویش اور مولوی لوگ ہمراہ ہوتے۔ مگر گھر واپس آکر آرام فرماتے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضور غریب نواز معہ علماء درویش ایں مسکین نیک محمد بھی ہمراہ تھا۔ اس کس یعنی نالہ کے درمیان سے گزرتے گزرتے ایک ڈنڈی نظر آئی۔ اس کے سایہ پر جا بیٹھے۔ اور مولوی صاحب مہورہ والد کو فرما کر اور میاں مہر حافظ تونسے والد کو۔ کہ کوئی نعت سنائیے انہوں نے حضور کا فرمان سنکر نعت سرور کائنات کی بیان کی۔ جو کہ اگلے صفحے پر ہے۔

انتظار بر رہت حبیب آ محمد غریبا

ہمنشیں جاناں شُدی مڑ آ وطن وگاں وں

رفتہ رفتہ بر فلک ستویں نے جھڑیا قدم جب

جبرائیل عاجز شُدہ آگے جانا ہستید مشکلا

جب انہوں نے یہ نعت پوری کی۔ تو حضرت غریب نواز اس مسکین نیک محمد کی طرف متوجہ ہوئے۔ کہ لالو نیک محمد کچھ چیز سناؤ اس وقت مسکین کے ساتھ اللہ یار محمد والا گاتا تھا۔

ہم ہر دو نے مل کر یہ کہا۔

جس عشق میں سر نہ دیا دو جگ جیسا تو کیا ہُوا

چرچا پکارے روئیں روں عاشق پکارن نوئیں

جس پریم رس چکھیا نہیں رسیا بنا تو کیا ہوا

قاضی کتاباں کھولکر مسئلے بنا دن اور کو

پڑھتے عمل کرتے نہیں قاضی تو بنا کیا ہُوا

حاجی مدینے شہر میں سجدہ کیا تو کیا ہُوا

جن کا نفس لوٹا نہیں حاجی بنا تو کیا ہُوا

جوگی جگت جانے نہیں کپڑا رنگا تو کیا ہُوا

اپنا اندر رنگت نہیں پر گھسٹ رنگا تو کیا ہُوا

اللہ کا واحد ہے۔ کہ غریب نواز واحمد خان ثانی علیہ و خواجہ
امیر احمد علیہ اور صوفیائے اکرام جو کہ دو صد کے قریب ہیئے
اتنا جوش جب ربی پیدا ہُوا۔ کہ ہاڑ ساون کا موسم تھا۔ تمام دن
گذر گیا۔ مگر معہ حضور غریب نواز کسی نے چوں چرانہ کی۔ گرمی محسوس
نہ ہوئی۔ یہ الفاظ عشقانہ کہتے وقت نماز ظہر ہو گیا۔ حضور
نے ارشاد فرمایا۔ کہ نماز کا وقت پہنچ گیا۔ ورنہ یہ عشقانہ محفل
ختم نہ ہوئی۔ آپ معہ تمام محفل شاہی اور اپنی مسجد میں نماز
دیری سے جا گزاری۔ یعنی وقت تنگ ہو چکا تھا۔ اللہ واحد
عالم الغیب والشھادۃ۔

خوب اچھا جانتا ہے۔ مسکین نیاب محمد کے جو ملفوظات اولیائے
اللہ کے بیان کئے ہیں۔ اکثر ان کے چشم دیدہ ہیں۔ اور اس
کے روبرو یہ واقعات پیش آئے ہیں۔ اور کوئی ملفوظات
اولیاء اللہ سے سنکر اور کوئی ملفوظات سے دیکھ کر تحریر
میں لایا ہے۔ اور یہ شان نزول حضرت خواجہ امیر احمد رحمۃ اللہ
علیہ کا آنکھوں سے دیکھا تھا۔ کہ حضرت امیر احمد رحمۃ اللہ
علیہ کی مقبولی اللہ کی شہرت میرا شریف کے ارد گرد دتو سع پذیر
ہوئی۔ اور حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد مولوی صاحب ملے

والے کے اس طرف اسم مُبارک سے مشہور و معروف تھے۔ اور دور دور سے جوق در جوق لوگ ملاقات کے لیئے خدمت میں پیش ہوتے۔ یہ معاملہ حضرت غریب نواز اعلیٰ کی حیات میں تھا۔ خود حضرت غریب نواز میروی ان کی بڑی تعظیم اور ادب کرتے۔ اور حضور میروی فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ امیر احمد رحمت میرے لختِ جگر ہیں۔ اگر میرا شریف میں رہیں تو بھی شاہنشاہ اگر باہر جنگلات میں بھی رہیں۔ تو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ یہ خود فرماتے اور خواجہ میروی کی کتاب ملفوظات میں صریح طور پہ تحریر ہے۔

حضرت اعلیٰ کے ادب سے پیش آنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ مسکین نے آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ بلکہ کانوں سے حضرت سجادہ نشین میاں محمد صاحب حضرت خواجہ امیر احمد کی زبان مُبارک سے سُنا ہے۔ کہ ہمارے بزرگوار غریب نواز خواجہ امیر احمد ہدایہ شریف کے حافظ تھے۔ اور خواجہ امیر احمد کے ہمراہ خواجہ میروی اعلیٰ رحمتہ اللہ نے ہدایہ شریف کا گردان کیا۔ مگر خفیہ طور پہ کوئی دیکھنے نہ پاتا تھا۔ بہت لوگ خواجہ امیر احمد صاحب کو کہتے کہ ہمیں مرید کریں۔ تو کہتے کہ ہاں مرید نہیں کرتا۔ میری ادب کی جگہ حضرت عالی صاحب موجود ہیں۔ ان کے مرید ہو

جائیں۔ قدرت ربی ایک دن حضرت عالی امیردی علیہ ہیں۔ میں مسکین نیک محمد کو یاد فرمایا۔ مسکین نے پیش ہو کر قدم بوسی ادا کی۔ دیکھن حضرت غریب نواز نے مسکین کے ساتھ بڑی شفقت کی اور اپنے منہ مبارک سے لگایا۔ اور پیشانی پر بوسے دیئے۔ اور آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ لالو نیک محمد آج تمہارے پیر حضرت مومنین علیہ رحمتہ اللہ جہان دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اور ہماری جگری دوست اور ہم سبق بھائی تھے۔ نہایت پرہیزگار متقی اور خوش خلق اور ہم سے آگے قدم رکھنے والے تھے۔ آج جہاں دنیا سے صوفیائے کرام کا نام مٹ چکا ہے۔ میں تونسہ شریف تیار ہوں۔ تم بھی ہمارے ہمراہ چلو۔ اس مسکین درویش پر نظر شفقت بحال کر اپنے ہمراہ تونسہ شریف لے گئے۔ اور حضرت غریب نواز خواجہ مومن علیہ کی نوتید گی کا جہان میں بہت غل اور غدغہ ہوا۔ بڑی بھیڑ بھاڑ تھی۔ مخلوقات نہ سمائی تھی۔ حضرت میردی علیہ کے ہمراہ بھی چار پانچ سو آدمی تھے۔ جب تونسہ شریف پہنچے۔ تو وقت نماز عشاء کے بعد روضے مبارک کے سامنے مجلس قائم ہوئی۔ برکت علی قوال حضرت غریب نواز چاچڑن شریف والے نے مدھم کے ساتھ قوالی شروع کی

اور یہ غزل بیان کی ۔

ماروُ متھل وُل مکھڑا چھپایا ۔ دکھڑے دکھایا ۔ سولیں سنایا

ہے ہے بیل دل پھیرا نہ پایا　　　　ماروُ متھل دل مکھڑا چھپایا

اور مسکین کے دل میں ایسا جوش پیدا ہوا　　　　بڑا جوش خروش بر ہا ہوا

کہ مسکین رات دن چلتے پھرتے گاتا رہا ۔ اور درویش بھر ہمراہ گاتے مگر خاص کر غلام محمد مولوی احمد والد گانے میں خوش کرتے ۔ اور خواجہ غریب نواز محمود علیہ ماڑی پر بیٹھتے تھے ۔ گوش مبارک میں ہمارا گانے کا آواز پہنچا ۔ انہوں نے ارشاد فرمایا ۔ کہ جا کر خواجہ احمد علیہ مہروی کو کہیں کہ نماز عشاء کے بعد اپنے قوال ہماری خدمت میں پہنچا ۔ حضور غریب نواز پریشان ہوئے ۔ کہ ہمارا کوئی ایسا قوال نہیں جو خواجہ طلب فرماتے ہیں ۔ ولیکن کسی نے کہا ۔ کہ یہ لالو مسکین نیک محمد گاتا پھرتا تھا ۔ اسکی آواز انہوں نے غریب نوازوں نے سنی ہے اور پسند فرمایا ہے ۔ اور بلوا بھیجا ہے ۔ حضور غریب نواز میروی علیہ نے مسکین کو بمعہ غلام محمد کے طلب فرمایا ۔ جو کہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے ۔ ہمیں بھی بلا کر اپنے ہمراہ کھانا کھلایا ۔ کھانا کھلا کر فرمایا ۔ کہ لالو نیک محمد حضرت خواجہ محمود علیہ نے تیرا الانہ سنکر کہلوا بھیجا ہے ۔ کہ اپنے قوال ہماری طرف روانہ فرمائیں ۔

لالو نیک محمد پہلے مجھے پہلے مجھے کوئی چیز سناؤ۔ جو چیز مجھے پسند آتی ہو۔ تو وہ چیزیں بیان کرنا۔ قدرت کاملہ۔ مسکین نے بڑے جوش و خروش سے یہ غزل یاد دلائی۔

مردم زور و عشقت بہرے خدا لگا ہے
پیوستہ گر بناستند ور عہر گاہے گاہے
مثل تو کس ندیدم در حسن ملک شاہے
بیش تو خوب رویاں ہستند خاک پائے
چائے تو تحمل ولے دی دل راز زین ربودی
وستم بدہ خرار افتادہ ام بچاؤ

اللہ واحد خوب جانتا ہے۔ کہ کیا راز ہے جب مسکین نے یہ الفاظ منہ سے نکالے۔

مثل تو کس ندیدم در حسن ملک شاہے
پیش تو جملہ خوباں ہستند خاک پائے

اس کلام کے سننے سے ایسی غشی اور جوش آیا۔ کہ لے دھڑک ہو کر منہ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ تمام معرکہ مکان سے باہر نکل جاؤ کیا سجادے اور کیا خواجہ امیر احمد علیہ تمام باہر چلے جاؤ۔ صرف حضور غریب نواز رہ گئے۔ ادھر مسکین نیک محمد اور غلام محمد

جو ہم دونوں گا رہے تھے۔ پھر مسکین نے یہی شعر عرض کیا۔ مثل تو کس ندیم۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ مولوی غلام محمد تم بھی باہر نکل جاؤ۔ وہ بھی باہر چلا آیا۔ واہ سبحان اللہ کیا اسرار تھا۔ بے دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم۔ ہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم۔ ایک اکلا میں مسکین اور غریب نواز کے گرد ارسی ہی لاستی نظر آتی تھی۔ گاتے گاتے تمام دن گزر گیا۔ حتیٰ کہ ظہر کی اذان ہل چکی حضرت غریب نواز نے بہت شفقت اور نواز مسکین کے حال پہ فرمائی۔ جس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ کسی نے آواز دیا۔ کہ غریب نواز ظہر کی اذان ہل چکی ہے۔ تمام قضا ہوتی ہے۔ حضرت غریب نواز نے بہت ارشاد فرماتے ہوئے کہا۔ کہ افسوس یہ محفل کا سفل قیامت تک ختم نہ کرتے۔ ولیکن نماز کا وقت آگیا ہے۔ کلام ختم ہو گئی۔ خواجہ صاحب نے مسکین کو گلے لگا کر کہا۔ کہ یہی کلام خواجہ محمود علیہ کی خدمت میں پیش کرنا۔ اور تمام معرکہ مثلاً مسکین و غلام محمد و میاں محمد کے دربار میں پہنچکر دو چیزیں پیش خدمت کیں۔

مردم نہ درد عشقت بہرے خدا نگاہ

دوسرا مولود شریف سرورِ کائنات مولود شریف یہ تھا۔ انتظام

رہنت جھب آ محمد عمر بیا۔ اور مسکین نیک محمد نے نہایت

ہی جوش اور درد سے کہا۔

ش ۔ شکر تے گھنڈ نوں گھول گھتاں تیرماں مٹھیاں مٹھیاں گالیاں نوں

سب کبک خراماں زبان کراں تیری سونیاں سونیاں چالیاں نوں

بھٹ گھتاں میں مٹ شراب دے نو تیریاں مست اکھیں متوالیاں نوں

جین دل بھالیں چا بھال گرم دی خوش کریں توں کھاں بے حالیاں نوں

خواجہ صاحب نے بہت پسند کیا۔ لیکن حضرت میروی

کے آگے گانے کا کوئی اور اسرار تھا۔ اسی طرح حضرت خواجہ

صاحب غریب نواز مہردین ثانی خواجہ شمس العلماء فنیس سیالوی

کا لخت جگر ضلع میانوالی بازار کے جنوب کی جانب کسی مکان

میں رہائش کی اور مسکین ہمراہ غلام حسین طالب علم کے جاکر قدم

بوسی کی۔ تو حضور غریب نواز کی خدمت میں کسی نے کہا۔

کہ یا حضرت غریب نواز یہ لڑکا عشقانہ اور توحید وغیرہ کے

اچھے غزلات بیان کرتا ہے۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد

فرمایا۔

بے مڑ کوئی چیز سناوے۔ واہ سبحان اللہ حق تعالیٰ جگہ شانہ نے

مسکین کے حلقیں یہ توحید غزل شروع کرائی۔

حسن د خویش از روئے خوباں آشکارا کردہ
پس بچشم عاشقاں خود را تماشہ کردہ
باہر تو حست نگنجد در زمین و آسماں
در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہ

اللہ واحد جانتا ہے۔

کہ غریب نواز علیہ کو غشی اور جوش طاری ہو گیا۔ پہلے تو سیج پر لیٹے ہوئے تھے۔ جب یہ الفاظ سنیں تو کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا۔ کہ امیر و شمیرو۔

مہنیس نے کہا اس لڑکے کے ساتھ ساز اور دکڑے بجاؤ۔

انہوں نے ساز بجانا شروع کر دیا۔ مسکین اور غلام حسین طالب علم گاتے گاتے تمام دن گذر گیا۔ ظہر کی اذان مل گئی۔ کسی نے کہا۔ کہ حضور غریب نواز نماز قضا ہوتی ہے۔ بہت افسوس کیا کہ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ مسکین کو گلے لگا کر بہت شفقت اور کرم نوازی فرمائی۔ اور نماز میں مصروف ہوئے۔

سبحان اللہ۔ سما ایک عجیب نعمت ہے۔ کرموں والوں کے دل میں جگہ پاتا ہے۔

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است ۔ من نگنجم ہیچ در بالا و پست

من نگنجم در زمین و عرش نیز ❊ من نگنجم این یقین داں اے عزیز

در دل مومن نگنجم ایں عجب ❊ گر مرا جوئی دریں دلہا طلب

واہ سبحان اللہ اگر اللہ کریم ہم پر کرم کی نگاہ ڈالدے ۔ کرم فرمائے
حضرت امیر احمد بار بار فرماتے رہتے ۔ اور مسکین نیک محمد نے اپنے
کانوں سے جناب کی زبان مبارک سے سنا ہے ۔ ایک دن کا
واقع ہے ۔ کہ حضرت غریب نواز شاہ صاحب فاضل شاہ گڑھی
شریف والے کربلا علاقہ فارس میں ایک شہر تھا ۔ وہاں تشریف
لے گئے ۔ اور ایک غلام بھی ہمراہ تھا ۔ واللہ اعلم جناب کی رہائش
کسی کے گھر میں تھی ۔ یا مسجد میں رہائش پذیر تھے ۔ رات کو سوتے
وقت محمد موچی مندرخیل والا خواب میں ملا اور کہا ۔ تیرا پیر حضرت
خواجہ سلیمان علیہ رحمت دارِ فنا سے دارِ بقا کی جانب فرما
گئے ہیں ۔ جناب جس وقت حضور غریب نواز کے جنازہ کے لیئے
تونسہ شریف تشریف لے جاتے ۔ تو دریائی راستہ آتا ۔ اور مندراخیل
میں مسکین کا گھر ہے ۔ میرا جنازہ پڑھتے جانا ۔ عین حضور کی کرم بخشی
ہو گی ۔ سبحان اللہ جب حضور غریب النواز پیدا ہوئے ۔ تو حیران
تھے ۔ کہ اس خواب کا کیا اسرار ہے ۔ اٹھے اور غلام کو جگا کر باہر
پیشاب کرنے کو جنگل کی طرف نکلے تو راستہ میں تین عورتیں ملیں ۔

انہیں سے بول اٹھی۔ کہ امشب ایں شخصے را پسر فوت شد۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ترا چہ خبر است۔ ترا کہ خبر داد۔ عورت جواب گفت۔ ہر کرا خبرے میاں محمد موچی منداخیل داد۔ آنکہ جناب در خواب معلوم شد۔ مرا آں آگاہ کرد۔ و حال معلوم خوشید گی حضرت سلیمان علیہ واضح شد۔ حضور غریب نواز بہت متعجب ہوئے۔ کہ بندہ پڑھتے پڑھتے چودہ علموں کا مالک بن چکا ہے۔ اور رات و دن اپنی تمام عمر جنگلات میں گزاری۔ ولیکن عقدہ کشائی نہ ہوئی۔ واہ سبحان اللہ۔ اللہ میاں کے شان عورت نے گھر بیٹھے بٹھائے اپنے سوالوں پالیا۔ روانہ ہوئے۔ تو منداخیل میں جنازہ تیار تھا۔

ایک شخص کنارا دریا پر منتظر تھا۔ ناگہاں حضور غریب نواز کی کشتی کنارے پر اتری۔ اس شخص نے حضور غریب النواز کی خدمت میں عرض کی۔ کہ جناب کی خدمت میں کہ لغا شریف جس میاں محمد موچی نے جناب کو خواب میں عرض کیا تھا۔ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ میں جناب کے انتظار میں تھا۔ اس کا جنازہ تیار ہے۔ جناب نے جا کر پڑھانا ہے۔ صرف جناب کی انتظار ہے۔ شتابی جنازہ پڑھا کر روانہ ہوئے۔ اور تونسہ شریف پہنچ کر حضرت سلیمان علیہ کی ماتم پرسی پوری کر کے واپس ہوئے۔ اور جنگل میں رہے۔ اللہ جل شانہٗ نے اپنی

کرم نوازی سے حضرت غریب نوازی میردی خواجہ احمد علیہ کو بھی ان کے ہمراہ ملا دیا۔ اکھٹے رہتے رہتے والله علیہ اعلم بارش کی وجہ تھی۔ یا سردی نے مجبور کیا۔ کسی شہر میں جا کر رات گزاری یہ ملفوظات مسکین نے حضرت غریب نواز احمد علیہ میروی کی زبان مبارک سے خود سُنا ہے۔ کہ حضرت غریب نواز فاضل شاہ صاحب کے ہمراہ دس درویش تھے۔ جب مسجد میں پہنچے۔ تو ایک مُلّاں مسجد میں بیٹھا تھا۔ وہ غریب نواز کو مسجد میں داخل نہ ہونے دیتا تھا۔ کیونکہ اِس شہر کا سردار بڑا ظالم تھا۔ اس نے کہہ رکھا تھا کہ مسجد میں کسی کو داخل نہ ہونے دیجئے۔ حضور نے فرمایا۔ کہ مت روکو۔ ہم رات گذار کر سویرے چلے جائیں گے۔ ولیکن اس مُلّاں نے فوراً جا کر سردار شہر کو خبر کی۔ سردار ظالم نے نوکر بھجوا کر حضور غریب نواز اور اس کے درویشوں کو پکڑوا کر جہل کے اندر ڈھک دینے کے لئے کہا۔ اور کہا کہ باہر سے قفل لگوا دو۔ حضور غریب نواز معہ درویشوں کے جہل کے اندر بند کئے گئے۔ اور قفل لگا دیئے۔ بوقت اسحور حضور غریب النواز فاضل شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ درویشو اُٹھ کھڑے ہو۔ کہ باہر جائیں۔ درویشوں نے جواب دیا۔ کہ دروازہ بند ہے۔ غریب النواز نے ارشاد فرمایا کہ وہ وقت اور تھا۔ اب

اور دقت ہے۔ اس ظالم سردار کے تمام کنبہ بمعہ اہل وعیال بمعہ زنانی کے تمام کپڑے اتارے گئے ہیں۔ جب یہ بات کہی تو دروازہ کھل گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دوڑو۔ اور کسی کو مت کہو کہ یہ فقیر ہے۔ گنگے ہو کر چلے جاؤ۔

اس کے بعد شور شور با کھڑا ہو گیا۔ اور سردار کے لواحقینوں نے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور سردار کی عورت نے بھی کپڑے پھاڑ چیر کر پھینک دیئے۔ اور بہت پریشان اور حیران تھے۔ سردار نے کہا۔ کہ جن کو رات کے وقت میں جہل میں بند کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی بددعا دی ہے۔ جس کی وجہ سے میرے تمام کنبے کی یہ حالت ہے۔ دوڑو اور ان کو جہل سے نکالو۔ جب نوکر چاکر دروازے پہ پہنچے تو دروازہ کھلا پڑا تھا۔ قفل لوٹ کر دور پڑا ہوا تھا۔ واپس آئے۔ اور سردار کو کہا۔ کہ وہ سب جہل سے نکل گئے ہیں۔ تو سردار نے کہا۔ ان کے پیچھے دوڑو یہ تمام بددعا ان کی ہے۔ جہاں تک ان کو نہ پکڑو گے۔ کنبے کو آرام نہ آوے گا۔

سردار بمعہ کنبہ ان کے پیچھے دوڑے۔ دوڑتے دوڑتے کسی جنگل میں جا کر تلاش کر لیا۔ اور قدموں میں گر پڑے۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ نہ ہم فقیر ہیں۔ سردار بمعہ کنبے نے

اسرار کیا۔ کہ جناب مہربانی فرمائیں۔ ہم قصور کر بیٹھے ہیں۔ ہمارا قصور معاف فرمایئے۔ ہم آپ کے اور آپ کے درویشوں کے پرانے کپڑے بھی لے آئے ہیں۔ اور ان کے ہمراہ نئے کپڑے بھی لے آئے ہیں۔ یہ لے لو۔ اور ہم پہ شفقت فرمائیں۔ کہ ہماری مصیبت دور ہو اپنے اللہ اور رسول کے صدقے معافی عطا فرمائیں۔

حضرت غریب نواز کو ان کی حالت پہ رحم آگیا۔ نظر شفقت فرمائی۔ اور ان کا قصور معاف کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ آئندہ توبہ کریں۔ کہ کسی مسکین درویش کو تکلیف نہ پہنچائیں گے۔

ہر کرا جامہ پارسا بینی ✤ پارسا دان نیک مرد انگار
ہاں دہانی دلق پوستان منند ✤ صد ہزاراں در ہزاراں نیک پند
اولیا اطفال حق اند اے پسر ✤ در حضور و غیب آگاہ در خبر

حضرت غریب النواز فاضل شاہ علیہ نے کسی جگہ پہ آرام فرمایا معہ درویشاں ارشاد فرمایا۔ کہ میاں صوفی احمد علیہ آپ کو اجازت ہے۔ میرے پاس جا کر خلق خدا کو خدائے پاک کا رستہ بیان کرو۔ حضرت غریب نواز میرے جی کو پہلی اجازت حضرت فاضل شاہ صاحب سے عطا ہوئی۔ اجازت لے کر میرے آئے۔ کچھ درویش بھی ہمراہ تھے۔ جب میرا شریف دیوان اور یہ یاد تھی۔ آپ یہ دیکھ کر حیران

پریشان ہوئے۔ کچھ دن رہ کر بے آرامی کی حالت میں تونسہ
شریف کا رُخ کیا۔ تونسہ شریف پہنچ کر خواجہ کریم اللہ بخش علیہ
نے ارشاد فرمایا۔ کہ میاں احمد صوفی آپ کو اجازت ہے۔ کہ
میرا شریف جا کر خلق خدا کو راستہ ارشاد فرمایا۔ خواجہ میر دی
علیہ اجازت لے کر میرے شریف پہنچتے ہی میرے شریف میں
قدرت ربی الیشیاء غوغہ شروع ہوا۔ کہ میرا شریف۔ میرا شریف
میرا شریف ہونے لگا۔ مشرق مغرب شمال جنوب شورش اور غل
قائم ہو گیا۔ چالیس پچاس اکرام اور تین صد کے قریب درویش اور
صوفی اکرام تھے۔ اور مسکین نیک محمد نے بھی حضور کی موجودگی میں
پانچ سال میرا شریف میں رہائش کی اور حضور کی غریب نواز
خواجہ امیر احمد علیہ جو کہ مولوی صاحب لمے والے مشہور و معروف
تھے۔ ان کی خدمت میں رہ کر علم حاصل کرنا تھا۔ مسکین پانچ
سال گذار کر گھر چلا آیا۔ تو حضرت غریب نواز امیر احمد علیہ رحمۃ
تونسہ شریف آتے جاتے۔ تو مسکین کے گھر میں ضرور تشریف لے
آتے۔ قدرت ربی ہوتے ہوتے کچھ عرصہ گذرا۔ تو حضرت میر دی علیہ
صوفی احمد صاحب کے وصال کا موقع آگیا۔ اور تمام عالم دا فضل
صوفی اکرام کو اپنی خدمت میں طلب فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔

کہ میرے پیارے جلال الدین جھگیاں والے میرے بعد خلافت کا تمہارا حق ہے۔ ولیکن افسوس کہ آپ کی ضعیفی کی حالت ہے۔ پھر دوبارہ ارشاد فرمایا۔ کہ میرے لخت جگر خواجہ امیر احمد میرے ہم وطن ہیں۔ دوسرا حق آپ کا ہے۔ ولیکن آپ محبوب خوائیں۔ مخلوق خدا تجھ پر فریفتہ اور عاشق ہے۔ تو میرا شریف میں رہے۔ یا ہر جنگل میں تو ہر جگہ شاہنشاہ ہے۔ اپنی جگہ پہ خلافت کے لئے خواجہ احمد خان صاحب کو پسند کرتا ہوں۔ میرے خدمت گار دلدور اور بہادر ہیں۔ میری خلافت کی اچھی طرح پیروی کر سکیں گے۔ اور حضور غریب نواز نے ہر ایک کو مرید کرنے کی اجازت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ کہ دو خواجہ احمد خان صاحب اور خواجہ امیر احمد علیہ میرے لخت جگر ہو۔ اور تم سکے بھائی بند ہو۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ

اگر مویا میں عشق بازی ★ نہ پڑھ جنازہ تو اے نمازی
نہ میں مویا ہوں یا ہوں نمازی ★ سجن کے سانگے میں جا رہا ہوں

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

صوفی احمد صاحب جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے

حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد علیہ بعد غریب نواز

احمد صوفی علیہ تین چار سال میرا شریف مقیم رہے۔ اور خلق خدا اللہ کا نام لے کر کہتے کہ ہمیں مرید کرو۔ لیکن آپ انکار کرتے۔ مگر خلق خدا جبرًا مرید ہوتے۔ اللہ واحد عالم الغیب خوب جانتا ہے۔ سمہ مسکین نیک محمد کتنا عرصہ بحضور جناب خواجہ امیر احمد کی خدمت میں رہا۔ تو حضرت غریب نواز کا خلق مہربی اور خلق خدا پہ اتنی کرم نوازی فرماتے تھے۔ جس کی کوئی حد حدود نہیں۔ صبح و شام اللہ میاں کی محبت اور جستجو میں مصروف رہتے تھے۔ اور حضور غریب نواز کی خدمت میں پچاس کے قریب درویش اور صوفی اکرام بھی رہتے تھے۔ غریب نواز کسی کے ساتھ بخل بخیلی اور بغض نہیں رکھتے تھے۔ نہ کسی کی غیبت وغیرہ کرتے۔ بلکہ خشک اور کڑوے بندوں کے ساتھ زیادہ خلق فرماتے۔ محض اللہ کے لئے مسکینوں اور عاجزوں صوفیوں کے ساتھ زیادہ خلق محمدی کرتے۔ مسکراتے ہوئے پیشانی پہ بوسہ لگاتے دور اور غم مسکینوں محتاجوں کا ڈر ہٹا دیتے۔ اتنا خلق اور مہربانی فرماتے۔ کہ انہیں وطن ماں باپ بہن بھائی گھر بار یاد بھی نہ آتا۔ اللہ کی کرم نواز غریب نواز تو لبسہ تشریف آتے جاتے تو مسکین نیک محمد کے گھر ضرور تشریف آوری فرماتے۔ مسکین موضع سوالش میں ساکن پذیر تھا۔ حضور غریب نواز نے پہلی بار سوالش میں کرم نوازی فرمائی

ساتھ ستر درویش ہمراہ تھے۔ اور محمد صدیق کمہار نے عرض کیا۔ کہ جناب
بارگاہ یزداں میں دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے بچہ عطا فرمائے۔
حضورؒ نے دُعا فرمائی۔ اور فجر کی نماز گذار کہ موضع سمندوالہ میں
عالم خان نے دعوت منظور کرائی تھی۔ تشریف لے آئے۔ صبح کی
روٹی سوانس میں کھائی۔ اور اونٹوں پہ سوار ہو کر آئے۔ راستے
میں وسنتی ماچھیوں والی کے قریب تو مسکین نیک محمد نے عرض کی۔
کہ غریب نواز نماز ظہر کا وقت تنگ ہوتا ہے۔ نماز گذار لیں۔
تو حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ نماز سمندوالہ میں گذاریں گے۔
مسکین نے دو تین بار کہا۔ مگر حضور غریب نواز نے فرمایا۔ کہ نہیں
نماز سمندوالہ میں پڑھیں گے۔ کوئی آدمی ماچھیوں والی بستی میں
سے بول اُٹھا۔ جو کہ ملاقات کے لئے آیا تھا۔ ہماری بستی کا پانی پلید
ہے۔ حضور غریب النواز نے فرمایا۔ ہمیشہ فقیروں کے ہمراہ رہتے
ہو۔ لیکن راز کو نہیں پہنچ سکتے۔ پیشی کی نماز ذرا اوپر سے جا کر
سمندوالہ میں گذاری۔ یعنی وقت ذرا تنگ ہو چکا تھا۔ رات
گذار صبح سویرے گاڑی پر سوار ہو کر تونسہ شریف
چلے گئے۔ اور دوسرے سال پھر مسکین کے گھر تشریف آوری فرمائی۔
پائی خیل کے سٹیشن پر اُترے۔ اور پائی خیل کے سٹیشن کے مشرق

کی طرف درویش بھی ہمراہ تھے۔ وہاں رات گذاری۔ مسکین کی طرف درویش روانہ ہوگئے۔ کہ ہم سٹیشن پائی خیل کے قریب بستی میں آرام پذیر ہیں۔ آکر ملیں۔ قدرت الٰہی لیکھو ولد کیسر ہندو نے مسکین کو کہا۔ کہ میاں صاحب میں نے ڈنگ والے فقیر کا اچھاڑ گربی دریائی کا مانا ہوا ہے اور پانچ روپے کا گڑ میرے ہمراہ چلے آویں۔ اور اچھاڑ اور گڑ تو فوراً لے آویں۔ مسکین عصر کی نماز گذار کر لیکھو ہندو کے ہمراہ فقیر کی جگہ پر گیا۔ لیکھو ہندو اچھاڑ اور گڑ فقیر کے مزار پر رکھ کر واپس چلا اور مسکین کو کہا کے لے لو۔ مسکین نے جا کر مزار سے اچھاڑ اور گڑ اٹھا کر گھر لے آیا۔ اور مسکین کا فرزند دلبند عبدالغفار شاہ ایک سال کے قریب کا تھا۔ فقیر رات کے وقت آگیا اور سونے نہ دیا۔ بلکہ چارپائی سے زمین پر گرا دیتا۔ اور ڈراتا دھمکاتا رہا۔ رات بہت پریشانی اور حیرانی میں گذاری۔ گھر کے آدمی نے زلزلے ہوئے فرمایا۔ کہ فوراً اچھاڑ اور گڑ فقیر کے مزار پر چھوڑ آؤ۔ ورنہ مجھے خوار کرتا رہے گا۔ اور یہی حال ہوتا رہے گا۔

مسکین نے عرض کیا کہ فجر کی نماز گذار کر اچھاڑ اور گڑ وغیرہ فقیر کی مزار پر رکھ آؤں گا۔ ناگہاں حضرت غریب نواز کا درویش آگیا۔

پیر ڈیرہ والہ پیر کا مزار سرانی ضلع میانوالی میں ہے

مسکین اور گھر والے کے دل میں تسکین آگئی۔ اور گھر والوں نے فرمایا۔ کہ حضور غریب نواز کو گھر لے آؤ۔ پھر دیکھا جاوے گا۔ مسکین معہ کمہار اور کھوتوں کو لے کر فقیروں کو گھر لے آیا۔ مسکین نے اجھاڑ والا معاملہ سب بیان کیا۔ کہ فقیر دیب والا مجھے تنگ کرتا ہے۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ مسکین ٹھیک ٹھہر اس طرح نہ کیا کرو۔ کوئی فقیر خشکیل ہوتے ہیں۔ مسکین نے عرض کیا۔ کہ جناب اب تو ہو گیا ہے۔ اب کیا کریئے۔ حضرت غریب نواز نے عالم جی و نور محمد جو کہ دونوں مجذوبی چال کے تھے۔ ہمراہ گئے۔ اور مسکین بھی اور چند ایک اور درویش بھی ہمراہ تھے۔ ابھی دور تھے کہ نور محمد نے کہا۔ او فقیر او فقیر۔ پھر ہمارے درویش کے ساتھ پھر چھیڑ چھاڑ نہ کرنا ورنہ تیری مزار اکھاڑ کر نالے میں پھینک دیں گے جو تیرے نیچے بہتا ہے۔ عالم جی نے جواب میں فرمایا۔ کہ نور محمد غصے مت ہو۔ فقیر کی قبر مت اکھیڑو۔ پھر ہمارے درویش کے ساتھ چھیڑ نہ کرے گا۔ اس کے بعد فقیر نے چھیڑ چھاڑ کرنی بند کر دی۔ پھر جب مسکین اس کی مزار مبارک پر جاتا۔ تو بڑی شفقت اور مہربانی سے پیش آتا۔ اور کچھ نہ کچھ دے دیتا۔ واپس آئے تو حضرت غریب النواز نے فجر کی روٹی کھا کر مسجد میں آرام فرمایا۔ مسکین باہر تھا۔

اچن چیت ابی درخان آگیا۔ کہ مسکین نیک محمد حضور غریب النواز کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ میری لڑکی سخت بیمار ہے۔ اس سے دم فرمائیں۔ مسکین نے جواب دیا۔ کہ حضور غریب النواز نے ارشاد اس وقت کیا ہوا ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد خدمت میں حاضر ہونا۔ ولیکن اسکو صبر نہ آسکا۔ خود بخود دروازے کو جاکر کھٹ کھٹایا۔ حضور غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ ظہر کی نماز کے بعد آنا۔ قدرت الٰہی حضور ظہر کی نماز پڑھ کر پہاڑ کی طرف چلے گئے۔ پھر تلاش کرتے کرتے ابی ذرخان نے پہاڑ کے اندر حضور کو جاکر ملا۔ حضرت غریب النواز نے پھر ارشاد فرمایا۔ کہ خان صاحب چلے جاؤ۔ ہماری خدمت میں شام کی روٹی محمد صدیق کمہار کے گھر ہے۔ وہاں آویں گے۔ اور عصر کی نماز کے بعد تیری لڑکی کو دم فرمائیں گے۔ وہ چلا گیا۔ اور حضور غریب نواز نے عصر کی نماز بھی پہاڑ میں گزاری۔

حضور غریب النواز نے شام کی نماز شمال والی مسجد میں آگذاری۔

جب حضور غریب نے شام کی نماز گزاری تو پھر ابی ذرخان آگیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ روٹی تیار ہے۔ روٹی کھا کر دم فرمائیں گے۔ وہ چلا گیا۔ اور حضور غریب اور درویش حجرہ میں مصروف ہو گئے۔ بعد میں عشاء کی نماز گذاری۔ اور روٹی کھائی۔ پھر محمد صدیق کمہار نے

عرض کی۔ کہ اللہ کے دربار میں دُعا خیر فرماؤ۔ کہ اللہ مجھے فرزند عطا فرمائے۔ حضرت غریب النواز نے بھری مجلس میں ارشاد فرمایا مسکین نیک محمد تم درویشوں کی مجلس میں عمر گذار چکے ہو۔ لیکن راز کو نہیں پہنچے۔ ابی ذرخان چار پانچ دفعہ آچکا ہے۔ اور اسکو واپس کیا گیا ہے۔ کہ اسکی لڑکی نے فوت ہونا ہے۔ اور فقیروں کو پتا لگتا ہے۔ اچھا ہم اس کی لڑکی کے لیئے دُعا کریں گے۔ کہ اللہ اس کو جنت نصیب کرے۔ حضور غریب النواز لڑکی کے پاس گئے۔ وہ لڑکی بستر میں پڑی تھی۔ حضور کو دیکھ کر کھڑی ہو بیٹھی حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ اے مائی ان درویشوں کی ملاقات کر کہ اللہ تیرے گھر کا خاتمہ بالخیر کرے۔ حضور غریب نواز دُعا فرما کر واپس ہوئے۔ جب گھر سے حضور نکلے۔ تو لڑکی بستر پہ لیٹی اور روح پرواز کر گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

لڑکی فوت ہو گئی۔ اور حضور غریب نواز فجر کی نماز گذار کر تونسہ شریف روانہ ہوئے۔ تونسہ شریف زیارت فرما کر مہرے شریف واپس چلے گئے۔ پھر تیسرے سال پھر کرم نوازی فرما کر پائی جیل سٹیشن پر سے اترے۔ اتر کر مشرق کی طرف بستی میں ڈیرا فرمایا۔

اور مسکین کو اطلاع دی گئی۔ کہ مسکین رات و ناست حضور غریب النواز کی خدمت میں پہنچا۔ حضور نے رات کو وہاں آرام فرمایا۔ اور اسحور کے نفل گزار کر ذکر اذکار میں مصروف ہوئے۔ بعدہٗ ارشاد فرمایا۔ کہ فقیر تین دفعہ مع درویشوں کے تیرے گھر پہنچ چکا ہے۔ آئندہ تو خود دربار شریف میں پہنچا کریں۔ مسکین نے عرض کی۔ کہ مسکین پہ قرضہ ہے بہت مجبور ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر قرضہ تیرا اتر جائے۔ تو پھر مسکین نے عرض کی۔ کہ قرض اتر جائے۔ تو مسکین ہر وقت حاضر ہے۔ حضور غریب نواز نے بڑی شفقت اور مہربانی فرما کر دعا فرمائی۔ اور صبح کی روٹی سوا نس میں مسکین کے گھر کھائی۔ اور شام کی روٹی محمد صدیق کمہار کے گھر کھائی۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ خداوند کریم تمہیں بچہ تو دے گا۔ مگر کسی اور عورت سے دے گا۔ محمد صدیق نے عرض کی۔ کہ اور زنانی مجھے کون دے گا۔ حضور غریب النواز نے فرمایا۔ خداوند کریم اور زنانی عطا کرے گا۔ تو تب بچہ ملے گا۔ حضرت غریب النواز صبح کی نماز گزار کر تونسہ شریف روانہ ہو گئے۔

ہر چہ از حلقوم از عبد اللہ بود
گفتہ او گفتہ اللہ بود

قدرت ربی اور کا شان۔ محمد صدیق نئی شادی کر لی۔ اور اسکو

اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا کیا۔ جس کا نام دین محمد رکھا گیا۔ حضرت غریب النواز کی نشانی موجود ہے۔ جو اب تک زندہ ہے۔ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز۔ قدرت ربی مسکین کا قرضہ بھی اتار دیا۔ دو صد اسی روپیہ ۲۸۰۔ حضرت غریب النواز تونسہ شریف سے پہاڑ چلے گئے۔ تین ماہ کا عرصہ گزار کر واپس آئے۔ اور کنڈیاں میں پہنچے۔ تو درویش بھیج کر مسکین کو طلب فرمایا۔ جو کہ حضور غریب النواز ملک جو آیا۔ کی مسجد میں قیام فرمایا تھا۔ بندہ پہنچا۔ تو حضور نے عشاء کی نماز گزار کر حجرے کی چھت پر آرام فرما رہے تھے۔ کہ مسکین چھت پر چڑھ کر خدمت میں حاضر ہوا۔ تو حضور نے بڑی شفقت اور مہربانی فرمائی۔ اور درویشوں کو ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے مبارک دو۔ کہ نیک محمد مجھے کنڈیاں میں آملا ہے۔ حضرت غریب نے آرام فرمایا۔ اور مسکین کو بھی اپنے پاس آرام کرنے کو چھت پر جگہ دی۔ اللہ واحد ہے۔ کہ مسکین کے دل میں وہم گزرا۔ کہ اس وقت حضور غریب النواز میرے گھر تشریف نہ لے جاویں۔ کہ مسکین کا تنگ دستی وقت ہے۔ حضرت غریب النواز سویرے تہجد پڑھ کر حضور نے اپنی گرہ سے چار روپے دیئے۔ کہ تم چلے جاؤ۔ اور میندوالہ سٹیشن پر سواری پر سواری کا بندوبست کرنا۔ مسکین بہت شورہ اور پریشان ہوا۔

کہ درویشوں کو تو سب معلوم ہے۔ تو نے کیا خیال کیا۔ مسکین نے چار روپے
لینے سے بہت انکار کیا۔ مگر حضور غریب النواز نے جبراً پکڑوا دیئے۔
اور ارشاد فرمایا۔ کہ یہی چار روپے خرچ کرنا۔ اس وقت چار روپے
بہت قیمت رکھتے تھے۔ مسکین گاڑی پر سوار ہو کر گھر پہنچ گیا اور
اور فرزند عبدالغفار شاہ بھی ہوشیار تھا۔ چار سال کا تھا۔ اور گھر
پہنچ کر مشورہ کیا۔ کہ یہ چار روپے رکھ لینا۔ اور گھر سے روٹی کا بندوبست
کرنا۔ میں حضور غریب النواز کی طرف جاتا ہوں۔ جب میں سواری لے
کر سمندوالہ پر پہنچا۔ تو حضور غریب النواز گاڑی سے نہیں اترے۔
گاڑی سے رہ گئے۔ گاڑی آگے نکل گئی۔ میں نے کیا دیکھا کہ حضور
غریب النواز پیدل سمندوالہ شہر آ پہنچے اور کئی درویش سوانس
کی طرف نکل گئے۔ حضور غریب النواز کے ہمراہ ستّر درویش تھے پیشگی
پر کسی آدمی کو روانہ کیا۔ کہ مسکین نیک محمد کو اطلاع دو۔ کہ فقیر سمندوالہ
پہنچ چکے ہیں۔ مسکین حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو حضور نے بڑی
شفقت فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ تجھے کہا گیا ہے۔ کہ اپنا خرچ
نہ کرنا۔ ہمیں بھی تکلیف دی۔ اور خود بھی تکلیف اٹھائی۔ فقیر کا
کہنا خدا کا کہنا ہوتا ہے۔ حضور غریب نواز سوانس تشریف لے گئے۔
اس وقت حافظ محمد امین اور اس کے گھر کے آدمی مسکین کے گھر رہتے

اور حافظ محمد امین محمد سے مشین سلائی کا کام سیکھتا ہے۔ حضور غریب نواز نے حافظ محمد کو کہا۔ کہ مسکین نیک محمد کے اہل و عیال کا خیال رکھنا۔ اسکو ہم۔ مہار شریف ہمراہ لے جانا چاہتے ہیں۔ اور مسکین کو ہمراہ لے گئے۔ عرس شریف کے ایام قریب تھے۔ اور مسکین کو ہمراہ لے گئے۔ جب عرش کا موقع آیا۔ تو عرس پہ بہت مخلوقات جمع ہوئی۔ جن کی کوئی حد حدود نہیں۔ اور حضور غریب النواز کے بہت لوگ محب اور چاہ وند تھے۔ کہ ہمیں مرید کریں۔ آپ نے انکار فرماتے مگر لوگ جبرًا مرید ہوتے۔ حضرت غریب النواز ثانی احمد خان علیہ یہ حال دیکھ کر حیران اور پریشان ہوتے۔ حتیٰ کہ عرس کے ایام گذر گئے۔ اور نامی گرامی لوگوں سے مشورہ فرمایا۔ خواصکر شاہ صاحب شاہور والے اور پیر صاحب فتح شاہ ملوالی والے اور محمد اکبر علی میانوالی والے وغیرہ کو فرمایا۔ کہ تم جاکر خواجہ امیر احمد علیہ کو کہو۔ کہ اقرار کرے۔ کہ میں خواجہ احمد علیہ کے روبرو مرید نہ کروں گا۔ محمد اکبر علی صاحب اور شاہ صاحب ملوال والے۔ نہ گئے۔ اور شاہ صاحب شاہوار والے اور حسینی صاحب شریف الدین موچھ والے اور کئی معتبر حضور غریب نواز خواجہ امیر احمد علیہ کی طرف گئے۔ جاکر انہوں نے حال بیان کیا۔ حضرت غریب النواز کی خدمت میں مجمع عام تھے۔ خاصکر

ملک غزان والے اور مسکین نیک محمد وغیرہ کو ہمراہ لے کر حضرت غریب النواز ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سجادہ کی خدمت میں نامی گرامی بہت آدمی جمع تھے۔ حضرت غریب نواز ثانی علیہ بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آیا۔ اور مل کرکے بالکل خاموش ہو گیا۔ کسی اور نے عرض کی کہ غریب نواز آپ کو حضرت ثانی نے اس واسطے تکلیف دی ہے۔ کہ آپ میری موجودگی میں مرید نہ کیا کریں۔ ایک تو میری ہتک ہوتی ہے۔ دوسرا جتنے میرا شریف کے خادم ہیں۔ وہ میرا کہنا نہیں مانتے۔ حضرت غریب نواز بہت حلیم۔ غریب پرور۔ دلجو اور خوش خلق تھے۔ کسی کے دکھ پریشان اور دکھی نہیں کرتے تھے۔ حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں تو مرید کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ مگر خلق خدا مجھے مرید کرنے کے لئے اللہ باللہ کا نام پاکر مجبور کرتی ہے۔ آئندہ نہ میں میرا شریف میں رہوں گا۔ نہ مرید کروں گا۔ حضرت غریب النواز طالبوں اور صوفیوں کو ارشاد فرمایا۔ مسکین بھی ہمراہ تھا۔ ایک عصا۔ انتابہ ایک چھنا جس میں روٹی وغیرہ کھاتے تھے۔ اور کتابیں اٹھوائیں۔ اور دو رکعت نفل گذار کر۔ دوپہر سے پہلے اللہ میاں پر توکل باندھ کر اُٹھ کھڑے

شریف
میرا
چھوڑ دیا

ہوئے۔ اور روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے تین چار دن کے بعد چٹے پہاڑ میں
جا پہنچے۔ جس کے چاروں سمت میں پہاڑ ہی پہاڑ تھے۔ بیچ میں
تھوڑا سا دلفریب میدان تھا۔ جس میں ایک ندی بہتی تھی۔ جو بہت
دلفریب نظر آتی تھی۔ اس کے جنوب والے کنارے پر بڑا صاف
ستھرا میدان تھا۔ میدان کے شمال مغربی سرے پر ایک گھنا
پھلائی کا درخت تھا۔ حضور غریب النواز نے وہاں جاکر ڈیرہ
جمایا۔ وہاں چار چودھار چھ سات میل تک کوئی آبادی نہ تھی۔
محض جنگل بیابان تھا۔ علیحدہ انسان کو وہاں دن کے وقت بھی
ہول طاری ہوتا ہے۔ وہاں رہائش پذیر ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے
ایسا جوش خروش برپا کر دیا۔ کہ جدھر نظر بھالتے تو خواجہ صاحب
کی خدمت میں چاروں طرف سے لوگ جوق در جوق پیش ہوتے
اور طعام پھل و گوشت اور کئی کئی قسم کی اشیاء خوردنی و پوشنی
ہمراہ لاتے۔ درویش عیش و عشرت سے کھاتے پیتے خوشیاں
اڑاتے اور اللہ میاں کو یاد کرتے وہاں صرف اللہ میاں کے
قدرت کے نظارے دیکھتے۔ چاروں طرف باہر جوق در جوق
پھرتے جنگلی جانوروں کا گذر ہوتا ہے۔ درویش وہاں زندگی بسر
کرتے۔ مسکین گھر آتا جاتا۔ جب گھر پہنچتا۔ تو حضور غریب النواز

درویش بھیجے۔ واپس بلوالئے۔ اس طرح آنے جانے تین سال گذار دیئے۔

ہیرن قطاراں بوٹے کماراں وچ جھلدر پاراں لایاں بہاراں

مٹھیاں مٹھیاں واہ گفتاراں۔ کملے لوگوں کے ہیں پکاراں۔

ہوتے ہوتے عرس شریف کا موقع آگیا۔ حضور غریب النواز نے اعلیٰ مہروی علیہ رحمت جھلار میں آئے۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ مسکین نیک محمد استخارہ نکالو۔ عرس مبارک یہاں کریں۔ یا مہرے شریف چلے جاویں۔ مسکین نے استخارہ کیا۔ استخارہ میں یہ معلوم ہوا۔ کہ حضور غریب نواز جھلار میں آئے۔ اور نالے کے شمالی کنارے پہ وضو کیا۔ کسی نے غریب النواز سے دریافت فرمایا۔ کہ یا حضرت یہاں کس طرح تشریف لے آئے۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے لخت جگر خواجہ امیر احمد علیہ عرس کرنے والے ہیں۔ میں بھی عرس شریف میں حاضر ہونے کے لیئے آیا ہوں۔ مسکین نے یہ حالت حضور کو بیان کی۔ تو حضور نے عرس جھلار میں بڑے زور شور سے کیا۔ بڑی مخلوق خدا جمع تھی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضور غریب نواز گڑھی شریف میں عرس ہونے والا ہے۔ پیدل روانہ ہوئے مسکین نیک محمد لعل خان صدفی خان زمان کل ۲۱ درویش حضور کے ہمراہ تھے۔ جاتے ہوئے گڑھی شریف کے تین میل مغرب کی طرف ایک

بستی آئی۔ بستی کے جنوب کی طرف باہر فاصلے پر ایک مسجد تھی۔ حضور نے
ارشاد فرمایا۔ کہ یہ مسجد باہر اور آزاد جگہ پہ ہے۔ رات یہاں گزار
گئے۔ قدرت الٰہی حضور غریب النواز نے عصر کی نماز خود پڑھائی
اور حکم فرمایا۔ کہ چلو چلو باہر چلیں۔ مسکین نے عرض کیا۔ کہ یا
غریب النواز تنگ وقت ہے رات ہو جائے گی۔ روٹی کا سامان
کیسا ہو گا۔ غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ چلو چلو دیر مت کرو۔
وہاں سے چل پڑے۔ اور شہر سے دور ایک پانی کا تالاب نظر آیا۔
اور اس کے مشرق کی طرف ایک بڑا صاف ستھرا میدان تھا۔
حضور نے فرمایا۔ بہت اچھی اور خوش جگہ ہے۔ یہاں آرام کریں۔
اور شام کی نماز وہاں گزاری۔ نماز گزار کر ارشاد فرمایا۔ کہ یکے محمد
یہ دو روپے لے کر شہر کی طرف جاؤ۔ اور روٹی کا بندوبست کریں۔
مسکین پریشان تو ہوا۔ لیکن غریب النواز کا فرمان تھا۔ دو
درویش ہمراہ لے کر شہر کی طرف رخصت ہوا۔

شہر میں پہنچ کر پہلے حضور کے لئے چارپائی کی تلاش کی۔ مگر
دستیاب نہ ہوئی۔ پریشانی کی صورت میں مسجد کی طرف روانہ
ہوئے۔ کہ کوئی مسجد میں نمازی مل جائے۔ اسکو عرض کریں گے۔ کہ
ہمیں روٹی تیار کرا دے۔ قدرت الٰہی چھ آدمی مسجد سے باہر نکلے

اور مسکین ہمراہ دو درویش کے ان کے پاس پہنچے۔ غریب النواز نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ کسی کو تکلیف مت بتانا۔ کہ فقیروں کیلئے روٹی تیار کرنی ہے۔ خاموشی سے روٹی تیار کرکے لے آنا۔ مسکین نے اُن کو دو روپے دیئے۔ کہ خدا پہلے ان دو درویشوں کی روٹی تیار کرنا۔ اور اس وقت دو روپے بہت قیمت رکھتے تھے۔

قدرت الٰہی ان کو چھ آدمیوں میں ایک امام مسجد میں تھا۔ اس نے پوچھا کہ روٹی کس لیئے تیار کراتے ہو۔ مسکین نے کہا۔ کہ درویشوں کے لیئے۔ مولوی امام مسجد نے کہا کہ وہ درویش کہاں ہیں مسکین نے کہا۔ کہ انہوں نے باہر بن پہ ڈیرا کیا ہوا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ جھوٹ مت مارو۔ طالب باہر نہیں رہ سکتے۔ طالب مسجد میں رہتے تھے۔ مسکین نے کہا۔ واقعی وہ بن پہ ڈیرا کیئے ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ اگر بن پہ ڈیرا کیا ہوا ہے۔ تو مولوی امیر احمد ملے والے ہوں گے۔ سچی بات بتاؤ۔ مسکین نے سچ بتا دیا۔ کہ واقعی وہ آں حضرت غریب النواز ہیں۔ مولوی صاحب نے دو روپے واپس کر دیئے اور کہا کہ تم چلے جاؤ۔ روٹی کا بندوبست ہم خود کرکے وہاں پہنچتے ہیں۔ مسکین روانہ ہوا۔ اور کہا وہ اللہ عیاں کے شان جنکو شان عطا کرے۔

جب مسکین واپس پہنچا تو حضور غریب النواز معہ درویشوں کے جہر میں مصروف تھے۔ اور اللہ کا ورد کر رہے تھے۔ کیا دیکھا کہ حضور غریب نواز کے اردگرد چارپائیاں ہی چارپائیاں پڑی تھیں اور لوگوں کا اکٹھ ہے۔ کوئی دودھ لیئے بیٹھا ہے۔ اور کوئی چا ہے کوئی ناشتہ مسکین حیران ہو کہ مجھے ایک چارپائی بھی نہیں ملتی تھی۔ اور یہ خدائی شان ہے۔ کہ حضور کے گرد چارپائیاں ہی چارپائیاں ہیں جس قسم کے کھانے سماتے ہی نہیں۔ مخلوق اردگرد سماتی نہیں۔ واہ سبحان اللہ تیری شان مولوی صاحب بھی قسم قسم کا کھانا تیار کرا کر بہت مخلوق کے ساتھ نعت گاتے شور وغل کے ساتھ حضور غریب النواز کی خدمت میں آ پہنچے۔ حضور غریب النواز اور درویشوں نے روٹی کھائی۔ مگر کھانا اتنا تھا۔ کہ بچ گیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ روٹی اٹھالو۔ مولوی صاحب نے عرض کی۔ کہ بچا ہوا کھانا درویش باندھ لیں گے۔ آگے کام آئے گا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔

خرچ پلے نہ باندھتے پنچھی تے درویش
جنہاں تقویٰ ربدا انہاں رزق ہمیش

مولوی صاحب کھانا اٹھا کر لے جاؤ۔ صبح اللہ نیا تازہ عطا فرما دے گا۔

مولوی صاحب چلے گئے۔ اور غریب النواز گڑھی شریف پہنچ گئے۔
تھوڑی دیر بعد حضرت غریب النواز احمد خان علیہ بھی جوش و خروش
سے گڑھی شریف پہنچ گئے۔ حضرت غریب النواز نے خواجہ صاحب
مہروی کی خدمت میں پہنچ کر بڑے ادب آداب اور تعظیم سے ملاقات
کی۔ دن تو خیریت سے گزر گیا۔ عشاء کی نماز سے پہلے یا بعد واللہ
اعلم۔ ایک شخص خواجہ امیر احمد علیہ کی خدمت میں آیا۔ دو روپے
اور دو کرتے نذر گزارے۔ دو روپے لئے اور کرتے مسکین کے حوالے
کئے۔ کہ ان کے جیب تیار کر کے لے آؤں۔ ورنہ بے کار ہیں۔ جب
وہ شخص باہر نکلا۔ تو حضور غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کرتے
بھائی صاحب مہروی علیہ رحمت کے ہیں۔ یہ غریب بھول کر میرے
پاس لے آیا ہے۔ وہ شخص بھی باہر نکل کر بیٹھا یا۔ کہ میں نے یہ
کرتے خواجہ ثانی صاحب کی خدمت میں پیش کرنے تھے۔ خواجہ امیر احمد
علیہ کو دے بیٹھا ہوں۔ اور انہوں نے مجھے جیب کے بہانے سے واپس
کر دیئے ہیں۔ وہ شخص کرتے اٹھا کر خواجہ ثانی صاحب کی خدمت
میں جا کر گذارے۔ تھوڑے دیر بعد عبد اللہ خان سموں والی
والا جو کہ گڑھی کے مشرق کی طرف بستی ہے۔ جو کہ حضرت
نواز مہروی اعلیٰ کا غلام تھا۔ خواجہ امیر احمد علیہ مہروی کی خدمت

میں آیا۔ کہ میری دعوت منظور فرمائیں۔ دعوت منظور فرمائی۔ عصر کے بعد پھر دونوں غریب نوازوں کی جانب آیا۔ کہ میرے گھر تشریف لے آؤ۔ کہ دعوت پوری کی جائے۔ حضرت ثانی کے ساتھ بھی درویش تھے۔ اور حضرت امیر احمد علیہ کے ساتھ بھی دو درویش تھے۔ ان میں ایک مسکین نیک محمد تھا۔ جب دونوں حضرات پہنچ گئے۔ تو قسم قسم کے کھانے چنے گئے۔ کھا پی کر دُعا فرمائی۔ قدرت الہٰی عبداللہ خان روٹی ختم کرنے کے بعد پانچ سنہری پلنگ لے آیا۔ اور رضائی اور پانچ تلائی اور پرچ پیالے اور چاہدانیاں اور پانچ روپے خدمت میں پیش کئے۔ اور عبداللہ خان نے واضح طور پہ کہا۔ کہ تمام مسلمان پلنگ رضائیاں۔ تلائیاں وغیرہ اس طرح تقسیم کی جائیں۔ کہ تین تین حضرت ثانی اور دو دو حضرت خواجہ امیر احمد علیہ رحمت میں تقسیم ہیں۔ دونوں فقیروں نے اللہ سے دُعا مانگی۔ کہ اللہ تجھے جزا دے۔

بعدہٗ خواجہ امیر احمد نے ادب اور تعظیم سے ارشاد فرمایا۔ کہ اسمٰعیل میرا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ تمام مال حضور کا ہے۔ میں آزاد ہوں۔ میرا کوئی مکان اور رہائش نہیں۔ میں اس سامان کو اٹھا کر کدھر کروں گا۔ حضور کا مال ہے۔ جس طرح مناسب سمجھیں کریں۔ اللہ واحد خوب جانتا ہے۔ کہ خواجہ احمد خان علیہ رحمت نے جب حضور سے یہ بات سنی۔ تو نہایت

شفقت سے پیش آیا۔ اور فرمایا۔ کہ اے اللہ امیر احمد علیہ یہ مال تیرا ہے۔ میں بھی تیرا ہوں۔ اور میرا سب شریف بھی تیرا ہے۔ میں تو صرف حضرت اعلےٰ کے دربار کا خادم ہوں۔ عبداللہ خان خلق خدا ان کی یہ باتیں سنکر حیران ہو گیا۔ واہ سبحان اللہ۔ اللہ کے بندوں کے پیار اور سلوک ہیں۔ جس کا شان بیان سے بعید ہے۔ آخر ہر دو نے اپنا اپنا سامان تقسیم کر کے اٹھوا لیا۔ عرس گزر گیا۔ حضرت ثانی صاحب با رخصت ہو کر چلے گئے۔ اور حضرت خواجہ امیر احمد مقیم رہے۔ فجر کی نماز کے بعد حضرت خواجہ امیر احمد علیہ نے خواجہ گڑھی شریف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اجازت مانگی۔ کہ اجازت دو کہ ہم آگے تشریف لے جائیں۔ عثمان کھیڑا اور سلار گاہ کی طرف۔ سجادہ نشین صاحب کے عرض کیا۔ کہ خواجہ امیر احمد اس طرف مت جاؤ۔ اوپر طرف لوگ ہیں۔ پانی بھی کسی کو نہیں دیتے۔ درویش بھوک سے مر جائیں گے۔ لو لنگر سے کوئی چیز خوردنی لیتے جاؤ۔ تاکہ بھوک کی تکلیف نہ ہو۔ حضور غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ درویش روزی کا بوجھ نہیں اٹھاتے۔ اللہ خود دے دیتا ہے۔ اور روانہ ہوئے۔ جب درمیان کے فاصلہ پر پہنچے تو گھنا جنگل نظر آیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور وہ جگہ سایہ دار تھی۔ پسند آئی۔ اور آرام فرمایا۔ اور مسکین نے بھی

آرام کیا۔ قدرت الٰہی ایک شخص فتح خان نمبردار حضور سوتے میں پڑے سے ختم خاموشی سے حضور کے دائیں جانب آ کر بیٹھ گیا۔ حضور جاگے تو وہ حضور غریب النواز کے بازو پکڑنے لگا۔ اور عاجزی سے عرض کی۔ کہ غریب النواز میری دعوت منظور فرماؤ۔ حضور نے خلق سے دریافت کیا۔ کہ لاؤ تمہارا کس بستی میں گھر ہے۔ اس نے عرض کی۔ کہ شاہا اس جگہ سے درمیان کے فاصلہ شمال کی جانب بستی ہے۔ وہاں میرا گھر ہے۔ حضور نے نام دریافت کیا۔ تو جواب میں کہا۔ کہ میرا نام فتح خاں ہے۔ غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ تیرا گھر شمال کی طرف ہے۔ ہم نے مشرق کی طرف جانا ہے۔ اگر مشرق کو تیرا گھر ہوتا۔ تو میری دعوت منظور فرماتے۔ فقیر آگے جاتے ہیں۔ پیچھے نہیں مڑتے۔ تیری دعوت منظور نہیں ہے۔ اللہ کریم خوب جانتا ہے۔ کہ مسکین نے فتح خان کو آنکھوں سے خوب دیکھا۔ اور اس کے منہ سے سُنا۔ کہ قسم ہے خداوند پاک کی قسم ہے۔ میں بہت دُور تھا۔ اور جناب کی مست خوشبو لئے مجھے اس جنگل میں کھینچ کر لایا ہے۔ لاالٰہ فی اللہ حضور جس طرح میری دعوت منظور فرماویں۔ میں جناب کا عاشق اور فریفتہ ہوں۔ پریشان

رہوں گا۔ غریب النواز نے اسکی صادق محبّت دیکھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ فقیر کی شرط ہے۔ اگر شرط منظور کریں۔ تو تیری دعوت منظور ہے۔ ورنہ نہیں۔ فتح خان نے ادب تعظیم سے عرض کیا۔ ارشاد فرمایا۔ کیا شرط ہے۔ حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ سات گھوڑیاں اور تین جوڑیاں قوالوں کی ہمراہ لے آویں۔ اور رات گزار کر عثمان کے گھر کے قریب جو جنگل ہے۔ ہمیں وہاں پہنچانا پڑے گا۔ فتح خان نے آمین کی۔ اور چلا گیا۔ اور فوراً حضور نے ظہر کی نماز گزاری تھی۔ کہ فتح خان بڑھی دھوم دھام کے ساتھ شہر کے لوگ ہمراہ لے گئے۔ اور قوال بڑے قابل اور خوش آواز تھے۔ بڑی شان و شوکت سے حضور غریب النواز کو گھر لے گیا۔ رنگ و رنگ کے کھانے تیار کئے۔ حضور نے صرف رات گذار لی۔ پھر تیار ہو۔ فتح خاں نے عرض کی۔ کہ ایک اور رات بھی حضور یہاں گزاریں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ تمہاری شرط پوری کی ہے۔ اس کے زیادہ فقیر کو رہائش کی مہلت نہیں۔ حضور روانہ ہوئے۔ اور وعدہ کے مطابق دھوم دھام سے فقیر کو اس جنگل میں پہنچایا۔

اللہ کا شان حضرت غریب النواز نے جنگل بیابان میں ڈیرہ جمایا۔ اس کے جنوب جانب ایک شفاف ستھرے پانی کا نالہ

بہتا تھا۔ خدا کی قدرت حضور غریب النواز کی ایسی کرامات تھی۔ کہ ارد گرد
نزدیک کوئی بستی نہیں تھی۔ مگر مخلوق اتنی جمع ہوتی رہتی تھی۔ گویا کہ میلہ
لگ جاتا۔ تھوڑکا سردی پڑتی تھی۔ جس کی وجہ سے رات کو لوگ واپس
ہو جاتے۔ اور دن چڑھتے ہی حاضر ہو جاتے۔ کوئی کہتا کہ میری دعوت
منظور فرمائیں۔ کوئی کہتا کہ میری۔ عثمان کھٹڑ کے سٹیشن کا بابو ہر
صبح حضور کے دربار میں حاضر ہوتا۔ کہ ہندو تھا۔ جس وقت آتا۔ کوئی نہ
کوئی میوہ پھل ہمراہ لا کر حضور غریب النواز کی خدمت میں گزار لیتا۔
حضور غریب نے بابو سے دریافت کیا۔ کہ تو ہر روز کیوں آتا ہے۔ اپنا
مطلب اظہار کریں۔ بابو نے عرض کیا۔ جناب میرے سر پر سرکاری
طور پر مقدمہ چلا ہوا ہے۔ مجھے ملازمت کا خوف ہے۔ کہ میرا نام
کٹ نہ جائے۔ یا جرمانہ لگ جائے گا۔ غریب النواز دعا فرمائیں۔
کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مصیبت سے باخیریت بچائے۔ حضرت غریب النواز
نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کی شرط ہے۔ اگر پوری کریں۔ تو بابو نے عرض
کیا۔ انشاء اللہ پوری کروں گا۔ جناب ارشاد فرمایا۔ اللہ واحد کی
شان کہ صوفی خان زمان کو کہا۔ کہ بابو کو نالے پر لے جا کر وضو کی
ترتیب بتا کر وضو کرا کر لے آؤ۔ وضو کر کے آگیا۔ تو غریب النواز
نے بابو سے کہا۔ کہ پڑھ اللہ واحد ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

عثمان کھٹڑ کے ریلوے سٹیشن کا ہندو بابو اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا

آلِ مُحمّد و بارک وسلم۔ اس کا درد کرنا۔ اور اس کو بھلانا۔
درود شریف پڑھتے پڑھتے گھر چلا گیا۔ گھر میں اسکی ہندوانی
سنکر وہ بھی درود شریف پڑھتے ہیں درود شریف میں مصروف ہوگئی۔
سنکر وہ بھی مسلم ہوئی۔ کلمہ آکہ سنایا

ہلکا کلمہ دلبر اللہ کم درماں دے آیا

اَللّٰہ کی شان یہ واقعہ مسکین کے روبرو ہوا۔ ہندو کا تم کنبہ سویرے اُٹھے۔
تو حکم مل گیا۔ کہ بابو کو معافی مل گئی ہے۔ تمام کنبہ حضور غریب النواز کی
خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور کفر کے جنجو کو توڑ کر پھینک دیا۔
اور کلمہ پڑھ کر تمام کنبہ مسلمان ہو گئے۔ اور حضور غریب النواز
کے قدموں میں گر کر مرید ہو گئے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمّد رسول
اللّٰہ۔ اس طرح جنگل میں جوش و خروش سے پندرہ دن گزر
گئے۔ کھانوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ حلوے۔ پلاؤ۔ زردے کھا کھا کر
تنگ آ گئے۔ حضرت غریب النواز نے بروز جمعرات رات جمعہ کو
عید کی جو دعوت منظور کرنے کے لئے آتا۔ تو فرماتے پہلے دعوت منظور
ہے۔ وہ خاموش ہو جاتا۔ دعوت بند تھی۔ قدرت الٰہی دن گزر گیا
شام کی نماز پڑھ چکے تو درویش ناامید تھے۔ کہ آج کھانا دانا نہیں۔
حضور نے عید منائی ہے۔ قدرت الٰہی مسکین نیک محمد لالٹین لے کر

تنور میں گیا۔ تو ناگہاں ایک مولوی صاحب سالار گاہ سے آیا۔ سفید ریش تھا۔
چودہ روٹیاں سیر ڈیڑھ سیر گڑ نمک اور مرچیں اور چوری کا تھال
کو اٹھا کر ہمراہ لے آیا۔ مسکین نے مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ
کس طرح آئے۔ تو مولوی صاحب نے روٹیاں اور چوری کا تھال وغیرہ
مسکین کے سپرد کر دیا۔ اور کہا کہ حضور کی خاطر لایا ہوں۔ مسکین کو صبر
نہ آیا۔ مولوی کے روبرو تین نوالے کھائے۔ اور سامان اٹھوا کر مولوی صاحب
کے ہمراہ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ واہ سبحان اللہ۔ اللہ واحد ہے۔
چھوٹی سی مسجد تھی۔ جو کہ کچی تھی۔ حضور غریب نواز درویشوں کے ہمراہ
اندر تھے۔ مسکین جب دروازے پر پہنچا تو حضور غریب نواز نے ارشاد
فرمایا۔ دوڑ آؤ۔ نیک محمد سچ مچ عید ہو گئی۔ کیا دیکھا کہ حضور غریب النواز
نے اٹھارہ کپڑیاں تنارسویوں کا ایک بٹیروں کی بھونی ہوئی ہانڈی
مسکین کے آگے رکھ دی۔ مولوی صاحب والے کھانے بھول گئے جب
مولوی صاحب کا حال دیکھا۔ تو مولوی صاحب کے ساتھ بڑی شفقت
سے پیش آئے۔ کہ تو نے بڑی تکلیف کی ہے۔ درویشوں کی سچ مچ عید
ہو گی۔ حضور کی یہ کرامات دیکھ کر حضرت موسیٰ کا ~~منا وسلوہ~~ من وسلوی یاد آگیا۔
جو کہ یہ کھانے اس سے کم نہ تھا۔ مسکین سویرے رخصت ہو کر گھر چلا
گیا۔ بعد میں درویشوں سے معلوم ہوا۔ کہ تیرے بعد غریب النواز

پندرہ دن اور بھی وہاں رہے۔ اس دوران میں ڈنبے نظر ملے۔ واپسی پر یہ ڈبے گرمی شریف میں بکھر دیئے۔ اور غریب نواز رخصت لے کر کوہ جھلار جھلار اپنے ڈیرہ پر پہنچ گئے۔ حضور کے یہ کرامات مسکین کے چشم دیدہ ہیں۔ جب حضرت غریب نواز کوہ جھلار میں پہنچے تو مسکین کو یاد فرمایا۔ مسکین فوراً گھر سے تشریف لے آیا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ قدم بوسی حاصل کر لی۔ حضرت غریب نواز نے مشورہ کیا۔ کہ کوہ جھلار میں رہائش کی جگہ تعمیر کریں۔ اور مسجد کی بنیاد رکھی۔ لیکن مٹھیال والے لوگوں نے فقیر کو جھلار میں رہنے سے روک لیا۔ کیونکہ وہ جگہ ان کی تھی۔ حضرت غریب النواز پریشان ہوئے۔ اردگرد کے بہت لوگ آتے گئے۔ کوئی کہتا کہ غریب نواز ہمارے شہر آؤ۔ کوئی کہتا کہ ہمارے پنڈ میں تشریف آوری فرماؤ۔ حضور جگہ پسند کرنے کیلئے ان کے ہمراہ جاتے۔ مگر جگہ پسند نہ آتی پھر واپس جھلار آجاتے۔ حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ مسکین نیک محمد استخارہ کرو۔ جہاں اللہ میاں تیار شدہ جگہ عطا کرے۔ وہاں رہائش پذیر ہوں۔ سبحان اللہ۔ اللہ کی شان مسکین نے استخارہ کیا۔ رات کو اللہ کی قدرت سے ایک مکان نظر آیا۔ جو اس کے ہمراہ ایک کوٹھی بھی تھی۔ کوئی شخص ان مکانوں کو صفا کر رہا تھا۔ واللہ اعلم وہ کون ہے۔ کسی نے اس سے

دریافت کیا۔ کہ یہ مکان تم کیوں صفا کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ خواجہ امیر احمد یہاں آنے والے ہیں۔ ان کی خاطر صفا کر رہا ہوں۔ وہ مکان تھا۔ کہ جس جنگل میں، حضور غریب النواز اعلیٰ حضرت علیہ رحمت اللہ ایک روز اسی میدان میں تشریف فرما ہوئے۔ اور مولوی محمود الحق صاحب جو لبال کے رہنے والے تھے۔ وہ میدان لبال کے شمال کی جانب ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہاں مکان تیار کر نہایت خوش جگہ ہے۔ یہاں تعلیم دیا کرو۔ ظہور الحق نے عرض کیا۔ کہ یہ جنگل بیابان ہے۔ لوگ اس مکان میں جوا وغیرہ کھونٹے کھرکھے باندھے گا۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ یہ مکان قیامت تک آباد رہے گا۔ اور اس میں اللہ پاک کا ذکر اذکار رہے گا۔ کوئی اس میں بدفعلی نہ کرے گا۔ اگر لبالی شریف جاؤ تو دیکھو حضور غریب کی کرامت کا مکان اب تک آباد ہے۔ اور درویش اس میں اللہ اللہ کر رہے ہیں۔ مسکین نے صبح سویرے اس استخارہ کی یہ حقیقت بیان کی حضرت غریب نواز بہت خوش نما ہوئے۔ اور مسکین کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔ اور ہاتھ پہ ہاتھ مارے۔ کہ کیسا عجب حال نکلا۔ قدرت الٰہی لبال شریف کے لوگ، بڑی دھوم دھام سے گانے بجاتے آئے۔ اور اونٹ گھوڑے بھی ہمراہ لے آئے۔ اور حضور غریب النواز اور طالب علم درویشوں

کر اُونٹوں پر سوار کر کے مال اسباب لاد کر مبلار سے روانہ ہو کر اس
میدان میں لے آئے - جہاں اب غریب النواز کا روضہ مُبارک تیار ہے .
اور سجادہ میاں محمد علیہ رحمت تشریف فرمائیں . لبال کے لوگ مستری
لوہار لے آئے - اور تھوڑے دنوں میں پانچ چھ مکانات تیار کر دیئے .
اس اراضی کا مالک سکندر خان تھا . ۵۳ کنال اراضی تھی . تمام
کی تمام حضور غریب کے نام بیع کر دی . اور مشرق کی جانب تین اور
بھائی تھے . ۵۰ کنال اراضی وہ بھی بخشش کر دی گئی - کچھ دن کے
بعد حضرت مہر دی اعلیٰ کا عرس نزدیک آگیا - سنا گیا - کہ حضرت
غریب النواز احمد خان صاحب ثانی نے حضرت غریب النواز امیر احمد
علیہ کے مکانات پر قبضہ کر لئے - حضرت غریب النواز نے صبح کی
نماز پڑھ کر ارشاد فرمایا - کہ محمد خان پنڈ سلطانی والا بھی موجود
تھا . اور چند ایک اور معتبر بھی تھے . کیا کیا جائے - کہ حضور ثانی
علیہ نے ہمارے مکانات پر قبضہ کر لیا ہے . انہوں نے کہا
کہ کون ہے - جو حضور غریب النواز کے مکانات پر قبضہ کرتا
ہے . ہم جا کر اس سے جھگڑا کریں گے . حضرت غریب النواز
نے مسکین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا - کہ کس طرح کیا جاوے .
مسکین نیک محمد نے جواب دیا . کہ حضور غریب النواز میں اسرار

کو پہنچ تو نہیں سکتا۔ اگر حضور غریب النواز معاف فرمائیں۔ تو عرض کرتا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ مسکین نے عرض کیا۔ کہ جناب سے اگر میرا شریف میں نہ ہو۔ تو مکانات کا جھگڑا کرنا درست ہے۔ اگر عرس گزار کر واپس چلا آتا ہے۔ تو جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور غریب النواز باہر جنگل میں خوش رہتے ہیں۔ دو تین دن عُرس والے باہر گزار کر واپس آ جاویں گے۔ حضور غریب نواز ثانی کی خدمت میں نہ رہیں گے۔ تو باہر جنگل میں رہ کر عرس گزار کر واپس چلے جاویں گے۔ مکانات جانے اور حضور غریب جانیں۔ جو کچھ بھی پسند آئے۔ کریں محمد خان پنڈ سلطانی والا گیا۔ تو حال بیان کیا۔ تو حضور ثانی نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے مکانات بھی بھائی صاحب کے ہیں۔ تمام میرا بھی اسی کا ہے۔ اپنے مکانات تو خود ہیں۔ خوشی سے آئیں۔ اور با آرام عرس مبارک مکانات میں رہ کر گزاریں۔ اگر جتنی مدت رہیں۔ خواجہ امیر احمد میرا اسکا بھائی ہے۔ اس کو ممانعت نہیں۔ حضور غریب نواز نے تاریخ مقررہ فرمائی۔ کہ اس تاریخ کو جب کیمبے سٹیشن پر اترنا۔ دو گھوڑے اور دو گھوڑے روانہ کر دے گا۔ حضور تشریف لے آئے۔ اور عرس گزار کر سیدھے تونسے شریف چلے گئے۔ مسکین ہمراہ تھا۔ میرا شریف سے رخصت ہو کر کندیاں

اور ملک جیو ایا کی مسجد میں آرام کیا۔ دو تین دن رہے۔ اور درویشوں کے کپڑوں کی سلائی کی کئی مگر کچھ کپڑے سلائی سے بچے۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ یہ کپڑے تونسہ شریف میں تیار کئے جاویں گے۔ مسکین نے کہا۔ کہ وہاں مشین کون دے گا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ مشین بھی مل جاوے گی۔ اور مشین والا بھی مل جاوے گا۔ مسکین نے کہا۔ مشین والے کی ضرورت نہیں۔ صرف مشین مل جائے۔ قدرت الٰہی کی یہ ہوئی۔ کہ کوٹ سلطان کے سٹیشن پہ دو گاڑیوں کا میل ہوا۔ ملتان والی گاڑی سے ایک آدمی نئی مشین لئے آرہا تھا۔ قوم کا بادل تھا۔ سٹیشن پر اترے اور کھانا وغیرہ کھایا۔ سٹیشن والے نے مسکین کو کہا۔ کہ مشین کا کام جانتے ہو۔ مسکین نے کہا۔ ہاں تو سٹیشن والے نے کہا۔ جتنے دن تونسہ شریف رہو۔ میں تمہارے پاس رہوں گا۔ مجھے مشین کا کام سکھانا۔ اللہ کا شان حضور کی کرامات مشین والے نے کہا کہ مشین اپنے پاس رکھو۔ میں گھر جا کر واپس آجاؤں گا۔ وہ سات دن تک نہ آیا۔ مسکین نے درویشوں کے کپڑے بھی تیار کر لئے۔ اور سات روپے بھی کما لئے۔ حضرت غریب نواز وطن پہاڑ چلے گئے۔ اور مسکین مالک کو سٹیشن دیگر ہمراہیوں کے ساتھ گھر چلا آیا۔ اور ایک کرتہ خواجہ حامد صاحب کی خدمت گزارہ بہت خوش ہوئے

اور گھر کا حال پوچھا۔ کون ہو اور کہاں کے رہنے والے ہو۔ درویش غریب النواز حضرت خواجہ امیر احمد کے بڑے بھائی تھے۔ نہایت متقی اور پرہیزگار اور خلیق تھے۔ مسکین نے ان کی زیارت اور قدم بوسی کی۔ اور حضور غریب النواز کی والدہ ماجدہ سے کانوں سے سنا ہے۔ کہ میرے فرزند درویش علیہ رحمت اللہ کے دربار میں بڑے پرہیزگار اور متقی تھے۔ کہ تمام پہاڑ والے لوگ ان پر ہر قسم کا اعتماد رکھتے تھے۔ اور لوگ درویش علیہ رحمت اللہ کی دعوتیں منظور کراتے۔ جب روٹی کی طلب کے لئے آتے تو میرے فرزند درویش کی عادت مبارک تھی کہ اپنی بیوی کو فرماتے کہ مجھے عصا دو۔ حضرت دعوت کے لئے جاتے تو جب نزدیک جاتے تو مالک دعوت کو کہتے کہ تیری دعوت منظور ہے۔ کسی درویش مسکین کو جا کر کھلا دینا۔ خود واپس چلے آتے۔ مسکین نیک مجھ تو ہمراہ نہ تھے۔ سُنا گیا ہے۔ کہ حضرت غریب النواز امیر احمد پہاڑ تشریف لے گئے۔ تو حضور کی عادت مُبارک میں آرام کرنے کی تھی۔ ایک دن کسی جنگل میں آرام کرنے کے لئے ڈیرا جمایا۔ تو یکصد پنجاہ درویش اور خواجہ درویش علیہ حضور کے بڑے بھائی تھے۔ جب نماز عصر گزاری۔ تو درویش صاحب نے بلوچی زبان

ہیں فرمایا۔ کھروبی لینی کھڑے ہو۔ اپنے ڈیرے پہ جائیں۔ حضرت غریب النواز نے مسکرا کر فرمایا۔ آج یہاں جنگل میں عید کریں گے۔ درویش علیہ رحمت اللہ نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ ہاں یہ کیمبلپور کا علاقہ نہیں۔ کہ وہاں لوگ میرے قدم چومتے ہیں۔ یہاں بلوچستان کا علاقہ ہے۔ تمہیں کوئی نہیں پوچھے گا اور حضرت غریب النواز نے پھر مسکرا کر کہا۔ کہ نہیں بھائی یہیں رات بسر کریں گے۔ درویش علیہ رحمت اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اچھا آج تمہاری فقیری کا امتحان ہونا ہے۔ کہ درویش بھوکے مر جائیں گے۔ یا کچھ مل جائے گا۔ اللہ میاں کا شان حضور غریب النواز کے مغرب کی نماز گزاری۔ تو حضور وقفے کے بعد ناگہاں کسی بلوچ ریوڑ آگیا۔ بکریاں اور بھیڑیں وغیرہ۔

بلوچستان کا دستور ہے کہ کسی کا ریوڑ کسی گھر پہنچ جائے۔ تو گھر والے اس کا تمام دودھ دوہ لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ اس بات کو بہتری سمجھتے ہیں۔ تمام درویشوں نے ریوڑ کو پکڑ کر تمام کا تمام دودھ دوہ لیا۔ اور خوش ہو کر دودھ جمع کر لیا۔ اور ارد گرد سے روٹیاں حلوے گوشت آنے لگے۔ درویشوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور درویش علیہ رحمت اللہ نے ارشاد

فرمایا کہ واقعی۔ کہ واقعی میرے بھائی فقیر ہے۔ اس جنگل میں بھی اللہ تعالیٰ نے اُسے بھوک نہیں دی۔ حالانکہ یہاں کے لوگ ایسے سخت ہیں۔ کہ پانی بھی کسی کو نہیں دیتے۔

آج فقیر کی کرامات واضح طور پہ دیکھ لی ہے۔ کہ واقعی فقیروں کو طاقت ہے۔ اولیا راہت قدرت ازا للہ تیر لیفنہ باز گرداننددر راہ حضرت غریب النواز تین ماہ کا عرصہ گزار کر واپس ہوئے۔ مسکین نیک محمد کے گھر تشریف لے آئے۔ اس کے بعد خان موچھوی کی دعوت منظور فرمائی۔ اور وہاں سے رخصت ہو کر مسکین کو ہمراہ لیتے ہوئے سیال شریف جا پہنچے اور بہت لوگ قدم بوسی اور ملاقات کے لیئے جمع ہوئے۔ نیز شاہ عالم خان والد بھی ملاقات کے لیئے حاضر ہوئے۔ شاہ عالم خان نے مسکین کو نرالا واقعہ سنایا کہ حضور غریب النواز پہاڑ پر تشریف لے گئے اور میری گھوڑی گم ہو گئی۔ میں نے بہت تلاش کی۔ مگر میرے ہاتھ نہ آئی۔ مجبور ہو کر شیخ [illegible] بابا علی احمد مجذوب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ لوہاروں کے گھر [illegible] پذیر تھا۔ اس کی ملاقات کے لیئے بہت مخلوقات جمع تھی۔ اور میں بھی جا پہنچا۔ بابا علی احمد مجذوب اندر مکان میں دروازہ بند کیئے ہوئے بیٹھا تھا۔

اور گالیاں دیتا تھا۔ کہ یہاں سے مت جاؤ۔ کیوں نہیں رکتے ہو۔ اور مجھ پر
آواز کیا۔ کہ تمام دور ہو جاؤ۔ اور تنہا عالم خان پہنچنے والے کو۔ اندر آنے
دو۔ جب میں خدمت میں پہنچا۔ تو مجذوب علی احمد بابا نے میری بڑی تعظیم کی اور
کہا کہ تیری ملاقات میرے لئے خواجہ امیر احمد علیہ کی ملاقات ہوتی کیونکہ
تو خواجہ امیر احمد کا غلام ہے۔ اور کس طرح تشریف لے آئے ہو۔ تو میں
نے عرض کی کہ جناب میری گھوڑی گم ہو گئی ہے۔ بہت تلاش کی۔ مگر
نہیں ملی۔ مجذوب صاحب نے جواب میں فرمایا۔ کہ تیری گھوڑی لینی جھنڈے
والی میں بہت گھاس ہے۔ وہاں چر رہی ہے۔ اور مجذوب نے ارشاد
فرمایا۔ کہ جاکر خواجہ غریب النواز امیر احمد کی خدمت میں عرض کرنا کہ
مجذوب۔ سلام علیکم کہتا تھا۔ اور سلام کے بعد کہنا۔ کہ مہربانی فرماکر
تھوڑے دنوں بعد میرا جنازہ خود کرنا۔ جب میں واپس آیا۔ تو میری
گھوڑی بنی جھنڈے والی میں چر رہی تھی۔ اسے پکڑ کر گھر لے آیا۔ تو
میری گھوڑی اور میں مسکین کے ہمراہ نہ تھے۔ لیکن اس نے زبانی مجھے
یہی واقعہ سنایا۔ قدرت کی بات ایک عورت عمر کی اٹھارہ کے بعد
حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسکین بھی حاضر ہو کر وہاں موجود تھا۔
عورت حضور غریب النواز کی تعظیم کر کے جذب سے غریب نے گزشتہ
میں جا بیٹھی اور عرض کیا کہ غریب النواز میرا بچہ گم ہو چکا ہے۔

دعا فرمائیں کہ مجھے مل جائے حضور نے اس کے حق میں دُعا فرمائی۔ عورت نے دو بارہ عرض کی کہ دلی دعا فرمائیں۔ کہ مجھے بچہ مل جاوے۔ تیسری بار پھر آئی کہ میرے لیئے دلی دُعا فرمائیں۔ میں اپنے آپ حضور کی خدمت میں پیش نہیں ہوئی ہوں۔ مجھے علی احمد بابے مجذوب نے بھیجا ہے۔ کہ حضور کی خدمت میں عرض کرنا۔ دُوسری بات یہ ہے۔ کہ بابے علی احمد نے مجھے پیغام دیا ہے۔ کہ حضور کی خدمت میں عرض کرنا کہ میرا جنازہ خود غریب النواز کرنا ہوگا۔ اللہ کی قدرت پندرہ دن گزرنے تو حضور غریب کو نال پہنچی کہ بابا علی احمد مجذوب فوت ہو گیا ہے۔

اس نے کہا۔ کہ میرا جنازہ خواجہ امیر احمدؒ کریں گے۔ اگر وہ جنازہ پر نہ پہنچیں تو مجھے جنازہ کے بغیر دفن کر دینا۔ چودہ درویش حضور کے ہمراہ مجذوب گئے جنازہ کیلئے گئے۔ عصر کی نماز کے بعد جنازہ کیا۔ اور رات وہاں رہ کر سویرے ڈیرہ پہ پہنچ گئے۔ مگر مسکین نیک محمد ہمراہ نہ گیا۔ آتے ہی گڑھی شریف کا عرس قریب تھا۔ گڑھی شریف روانہ ہوئے۔ سو اسی درویش بھی ہمراہ ہوئے۔ پہنچتے سجادہ نشین صاحب گڑھی شریف سے عرض کیا غریب النواز میں بہت پریشان ہوں۔ کیا کروں حضرت غریب النواز فاضل شاہ صاحب کا روضہ تیار کرتا ہوں۔ تو دشمنے توڑ پھوڑ کر ڈال دیتا ہے۔ حضرت غریب النواز سجادہ نشین

کو عشاء کی نماز گزار کر روضے کے اندر گئے۔ اور حضور غریب النواز نے مسکین نیک محمد کو ارشاد فرمایا۔ کہ تم باہر دروازے پر کوئی گانا گاؤ۔ مسکین بڑے جوش خروش کے ہمراہ درویشوں کے گانا شروع کریں۔

توں خود لعل ہیں۔ تیرے پردے دی ہن۔ جناں پنڈا وچ توڑ سدائیں۔ رد پنڈے دلی نہال ہیں۔ یہ کہہ کر مسکین نے کافی شروع کی۔

رانجھ کرلے منظور پیا لوڑ نہ کوئی	تیری ہو کے کیوں کھاواں غم
ملک رہا ہے تیرا ناداں	بیاں گلاں سب کوڑ تیرا نام نت چاواں
چون جیون میں نال منگدی	شالہ سڑایوں رانجھے دی سنگتی
بیڑی والا پور	لنگھ کندیاں میں آئی
سنگدیاساں دیوں تھیاں	میں وچ عشق رانجھیں کے
لاج پچھی لگی ضرور	میں سوہاگن ہوئی !!

حضرت غریب النواز گھنٹہ اندر رہے۔ اور منظور کرا کر واپس آئے

اج تک روضہ تیار ہے۔ نہیں ہلا۔ قائم ہے۔

واہ سبحان اللہ۔ اللہ میاں کا شان

عاشقاں کہاں کتیاں دلی دہائی کوس۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ کا ہمیشہ یہ کام تھا۔ کہ مہار شریف سے روانہ ہو کر جمعہ کی نماز دلی شریف خواجہ فخر صاحب کی خدمت میں

جا کر گزارنے۔ اس طرح آتے جاتے رہے۔ جو کہ پہلے لکھا جاوے گا۔ اسی طرح خواجہ امیر احمد کی خدمت میں عبدالغفار اور علی محمد جو کہ مسکین کے فرزند ہیں۔ سائیکلوں پر لسبال شریف پہنچے۔ کسی شخص نے بتایا۔ کہ حضور غریب النواز سگری۔ ناڑے تشریف فرما ہیں۔ بڑا نیک اور سونی تھا۔ ہم پریشان ہوئے۔ کہ گھر واپس چلے جائیں۔ مگر خیال کیا کہ ہم اتنی تکلیف کر کے آئے ہیں۔ اگر حضور کی جگہ پہ تو جائیں۔ جب ہم حضور غریب النواز کے ڈیرے پر پہنچے تو صاحبزادہ صاحب شیر محمد کو حضور غریب النواز آپ کہہ گئے تھے۔ کہ ہمارے دوست آئیں گے۔ ان کو ہمراہ لے کر ہمارے پاس سگری ناڑے پہنچانا۔ جب ہم ڈیرے پر پہنچے تو صاحب زادہ شیر محمد ہماری انتظار میں تھا۔ ہمیں دیکھ کر بڑی شفقت کی اور مہربانی سے نہیں آیا اور کہا۔ کہ میں حضور غریب النواز کی فرمان کے مطابق تمہارے انتظار میں تھا۔ ہمیں صبح کی روٹی کھلائی اور سائیکل منگا کر آٹھ نو میل کا فاصلہ چل کر ہمیں ہمراہ سگری ناڑے حضور کی خدمت میں پہنچایا۔ جب حضور غریب النواز ہم کو دیکھا تو بڑی شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔ اور کہا کہ دیکھو میرے پیارے ضلع میانوالی سے میری خاطر سائیکلوں پر سوار ہو کر کتنی تکلیف جھیل کر آئے ہیں۔ حضور غریب النواز کا ناڑے شہر کے باہر مشرق کی طرف ڈیرہ تھا۔

پانچ صد درویش وغیرہ ہمراہ تھے۔ اور ظہر کی نماز گزاری تو سگری کے لوگوں
کی دعوت منظور تھی۔ بڑی دھوم دھام سے گاتے بجاتے گھوڑیاں وغیرہ
ہمراہ تھیں، حضور غریب النواز کی خدمت میں پہنچے۔ تو ناگہاں ایک
(ھندو) بامن جنوب کی طرف حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بڑی فریاد کرتے
ہوئے رویا۔ حضور نے دریافت کیا۔ کہ کیوں روتا ہے۔ چپ رہا۔ مگر آخیر
بتایا۔ غریب النواز میں ایک لڑکے پر عاشق ہوں۔ بڑی کوشش کر چکا
ہوں۔ وہ میرے ہاتھ نہیں آیا۔ بہت پریشان ہوں۔ حضور غریب سے
بڑی شفقت سے گلے لگایا۔ اور فرمایا۔ وہ سبحان اللہ یہ بامن ایک لڑکے
کا عاشق ہے۔ اور رو رو کر بے ہوش ہو گیا ہے۔ ہم مالک حقیقی
کے عاشق بنے پھرتے ہیں۔ ہمارا ایک آنسو بھی نہیں گرتا۔ بار بار
اس نقطے کو دوہرایا۔ تو حضور کے الفاظ کا بامن پر ایسا اثر طاری ہوا۔
کہ بامن نے جنجو توڑ کر دور پھینک دیا۔ اور حضور کے قدموں پر گر پڑا۔
اور مسلمان ہو کر حضور غریب النواز کا مرید ہو گیا۔ اور خدا کا راستہ پوچھا
اما بعد حضور غریب النواز گھوڑیوں پر سوار ہو کر سگری پہنچے۔ سگری شہر
کے شمال کی جانب بڑا فراخ میدان ہے۔ کیا دیکھا۔ کہ سگری والے
لوگ دھوہوں والی بڑی دو دیگیں چائے کی تیار کر کے ایک دیگ کو
چار چار آدمی اٹھا کر لیتے آئے۔ اور حضور کی خدمت میں پیش کیں۔

بہت مخلوق جمع ہوئی تھی۔ عبدالغفار شاہ نے پوچھا۔ کہ یہ کیا دیگیں ہیں
مسکین نے فرمایا۔ بچہ یہ چائے کی دیگیں ہیں۔ چائے دانیاں اور پیچ پیالے
یہاں کام آئے یا دیوں اور برتنوں سے چائے پی جائے گی۔ مغرب کی
نماز پڑھ کر روٹی کھلائی گئی۔ جس کی تعریف کرنا خیال سے بعید ہے۔
یعنی بہت عمدہ روٹی تھی۔ درویشوں اور دیگر تمام آدمیوں نے جو حضور
غریب النواز کے ہمراہ تھے۔ خوب سیر ہو کر روٹی کھائی۔ اور عشاء کی
نماز گزاری تو قدرت ربی بارش نازل ہو گئی تمام مخلوق شہر میں گھس
گئی۔ مگر حضور اور منشی صاحب فتح محمد وہاں مقیم رہے۔ فجر کی نماز
گزار کر حضور ڈیرے پہنچ گئے۔ عبدالغفار شاہ و علی محمد نے اجازت
مانگی تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ رات یہاں ٹھہریں۔ صبح اجازت
دی جائے گی۔ رات گزار کر اور سویرے روٹی کھلا کر اجازت دی
گئی۔ اجازت لے کر روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور گئے۔ تو دونوں نے دل میں
خیال کیا۔ کہ ہم نے کوئی حضور غریب النواز سے کوئی توشہ بھی دم نہیں
کرایا۔ اسی خیال میں تھے۔ کہ اللہ بخش کے آواز کیا۔ کہ عبدالغفار و
علی محمد ٹھہرو۔ حضور غریب النواز نے تمہاری خاطر توشہ دیا ہے۔ ہم
کیا دیکھتے ہیں۔ کہ نصری کا بڑا ملکڑا ہمارے حوالے کیا۔ جو دو تین سیر
وزن کا تھا۔ حضور کی یہ کرامات دیکھ کر ہر دو حیران ہوئے۔ اور چلے

گئے۔ اور مسکین کو اجازت نہ ملی وہاں رہ گیا۔ اللّٰھُمَّ شَافِ۔ اللّٰھُمَّ کافی وسیدنا علی محمد وعلی آل صحم وبارک وسلم۔ حضرت غریب ظہر کی نماز پڑھ کر بنگلے شریف میں پہنچے اور پہنچتے ہی بارہ نوکر اور چار عورتیں بڑے گھگرے والیاں اور ایک نوجوان عورت کو کپاڑے میں لاد کر حضور غریب کی خدمت میں پیش کیا جوکہ سٹیشن ماسٹروں کا افسر تھا۔ اس کی دختر تھی۔ حضرت غریب النواز نے شفقت فرمائی اور دعا خیر کی اور تعویز عنایت فرمایا۔ اور رخصت کیا۔ وہ چلے گئے۔ مسکین کے روبرو کا واقعہ ہے۔ دوسرے دن پھر ظہر کی نماز کے بعد لڑکی کو لے آئے۔ پھر بھی چلے گئے۔ تیسرے دن پھر لے آئے۔ جو کہ لڑکی کا والد تھا۔ وہ بھی ہمراہ والد بھی نوکر بھی تمام حضور غریب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کے والد نے التجا کی کہ غریب نواز ہمارے حال پر شفقت فرمایئے۔ اور ہمیں اسی مصیبت سے نجات دلایئے۔ اور غیر دین کے تھے۔ واللہ علم۔ سکھ تھے۔ یا ہندو۔ یا عیسائی حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ فقیر کی ایک شرط ہے۔ کہ اگر پوری کردو تو صحت آجائے گی۔ اس افسر نے کہا۔ کہ سر چشموں پہ پوری کریں گے۔ اللہ واحد مسکین خود روبرو تھا۔ کہ حضور غریب نواز نے پھر ارشاد فرمایا۔ کہ مائی فاطمہ اس لڑکی کو ہمراہ لے جا کر اس کو پری وضو

والی کوٹھی میں لے جا کر نہلا دھلا کر وضو کرا کر میرے سامنے لے آؤ حضرت غریب النواز نے لڑکی کو پڑھ کر پڑھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سیدنا مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ اللہ میاں کا شان جس وقت اس نے یہ اسم مبارک پڑھا ۔ تو اٹھ کر کھڑی ہوئی اور سڑک کی طرف چلے گئے ۔ کیونکہ وہاں ان کے تین چار بیٹے کھڑے تھے ۔ سوار ہو کر بھلار سٹیشن کی طرف چلے گئے ۔ واللہ اعلم مسلمان ہوئے یا نہیں ۔ یہ مجھے پتہ نہ چل سکا ۔

اس طرح غریب النواز کی زبان سے سنا گیا ہے ۔ کوئی مرد اور بیوی اپنے بچے پاس لے آئے ۔ جو کہ سوجا ہوا تھا ۔ یعنی بڑا سخت لاچار تھا ۔ انہوں نے پٹھان شادو اور احمد ڈوم کو پانچ روپے دیئے ۔ کہ حضور غریب النواز سے دعا خیر فرمائیں ۔ کہ اللہ ہمارے بچے کو صحت یاب کرے ۔ شادو پٹھان نے حضور سلیمانؒ کی خدمت میں التجا کی کہ یا حضرت دعا فرمائیں ۔ کہ اللہ ۔ اس کے بچے کو صحت عطا فرمائے ۔ حضور نے دعا فرمائی ۔ پھر شادو نے عرض کی کہ ان پر رحم فرما کر دعا فرمائیں ۔ حضرت غریب النواز نے ۔ بھین دا کناں کوئی ۔ میں خدا تو نہیں ۔ پھر دعا فرمائی ۔ شادو مسکرا اٹھا ۔ عرض کیا ۔ کہ انہوں نے ہمیں پانچ روپے دیئے ہیں ۔ پھر حرام تو نہ ہوں ۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ۔ کہ شادو کہ شادو اس لڑکے کو میری اس جالی درخت کے نیچے لے جاؤ ۔ اور پکار کر کہو ۔

کہ اے جنوں اس لڑکے چھوڑ دو ۔ اور اس جال والے درخت سے اسی

وقت اٹھ کر چلے جاؤ۔ ورنہ میرے نام سلیمان ہے۔ میں تمہاری خبر لوں گا۔ جا کر انہوں نے اس درخت کے نیچے حضور کا فرمان پورا کیا۔ تو درخت میں سے بڑا کا آواز آیا۔ اور لڑکے کی موچ جاتی رہی۔ اور صحت یاب ہو گیا۔ اور حضور کی طرف آئے۔ تو حضور غریب النواز آرام میں تھے۔ اچن چیت ایک مسلی آن پہنچا۔ جو کہ اس کے پاس سارنگی اور ڈھنک تھی۔ اس نے عرض کیا۔ کہ فقیر کہاں ہیں۔ کہ میں پیر ہوتا ہوں۔ خاموش خاموشی حضور آرام میں ہیں۔ اس نے پھر کہا۔ میرے سنگتی چار ہے ہیں میں سنگ سے رہتا ہوں۔ مجھے بتاؤ میں پیر ہوتا ہوں۔ قدرتِ الٰہی مسلی کے پاس دف تھی۔ انہوں نے منع بہت کیا۔ مگر بجانی شروع کر دی۔ سو نے دی ہے۔ چر گھڑی رہے دی ہیں۔ نال کیوں ستر لاہیں جاگ۔ چرب والا سڈ مریندا ئے کیوں نہ اٹھ تو جاگ علی حیدر ماہی مہربان ہووسے۔ تو گھر بیٹھے دیا آساں پنیاں نی حضرت غریب النواز نے شفقت فرمائی۔ کہ بتاؤ کیا چاہتا ہے۔ تو مسلی نے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے پیر کر مرید کر کے اس کو پیر بنا دیا۔ جو کہ بادشاہی کر رہا ہے قسم اللہ کی ہے۔ سب وہم خیال دلتوں دور وگا دیئے۔ حضرت غریب النواز اعلیٰ مدینے شریف والے چلتے پھرتے کلمہ شریف کا ورد جاری رکھتے۔ اور فرماتے جب حق دردِ دل احمد دائم قدرت الٰہی مسکین نیک محمد ہمراہ طالبوں کے خاص کرتا۔ قاضی صاحب حلوائی والا بہت عمدہ طور پہ گھڑ بجاتا تھا۔ عشا کی

نماز کے بعد جو کہ حضور غریب النواز اعلیٰ خواجہ نماز پڑھ کر چلے گئے۔ مسکین اور باقی بہت درویش کے مسجد کے اندر سیما شروع کیا۔ بڑے جوش خروش سے گھڑا بجاتے تھے۔ اور گاتے تھے۔ کسی بخیل نے جا کر حضور غریب النوا اعلےٰ کی خدمت میں عرض کی۔ کہ عجیب طالب ہیں۔ کہ مسجد کے اندر گھڑا بجا رہے ہیں۔ اور گانا بجانا شروع ہے۔ خاص کر نیک محمد جوش و خروش میں ہے۔ حضرت غریب النواز اٹھ کھڑے ہوئے۔ بہت آدمی اور بھی مگر خاص کر خان جی صاحب عباس خان موچھ والے مولوی صاحب زنگدار والے جو بڑے جو بڑے اہل عالم فاضل تھے۔ چپ چاپ ہو کر دروازے پر پہنچے اندر دروازہ بند تھا۔ مسکین نے شروع کیا۔

دونوں گھڑا اکٹھے ہوئے اور کیں نوں ملئے وھا
پہلے ملئے اس گھڑنوں جیں ہنر ولڑائے دکھلا
بن گھڑ ہر گز ہنر نہیں ملدار کھیں ہر دم گھڑی چاہ
نال وسیلے گڑدے پیسں ہر دے پاشے راہ
بلیکا یو کھا کوئی نہیں ہے ہر دی کھنڈ رھی لعل
گرہ کھول نہیں جاندے نالیوں پھرن کنگال
گرہ کھولن گم ہے۔ عارفاں نہیں جائے ہر اک حال
جس دل پھالن نظر کرم دعا تا اسفرن مگدا الجنت کمال

تھیا تھیا کر یار عشق نچایا — میں کملی ہور لوگ تماشے نوں آیا
گھرگراتی نے گل بچھواتی — کنگن گریاں نتھلی میں پاتی
میں متاں پیا سوہناں یاد جگاتی — جبینڈے ٹمنے کان میں یہ سانگھ بنایا
تنک لگا کے دوارے میں دیساں — لٹا کر آگے دیج میں نو لیساں
دل دل دردی میں خاک چھپیاں — شاہنشاہ دو جہاں جینے شو کوں منایا
کرموں جس تے کرم کماویں — سدھ عرش تے کول بہاویں

کعبہ توسین اللہ حضور غریب النواز اور تمام درویش مسکین کے شانے کے لیئے آئے مگر جب باہر یہ کلام سنی تو ہوش و حواس بھول گئے۔ نیند جیاتی رہی۔ مگر مسکین کو یہ خبر نہ تھی۔ کہ حضور غریب النواز باہر تشریف فرمائیں۔ مسکین جوش وخروش میں گاتا تھا۔

ساریا نا مہربان ڈرا ہیا — شالہ جیویں خیر ہووی مایا
جا سنہرا دیویں انہاں جیاتیاں — کوڑے نینراں والیاں مستانیاں
بن تساڈے ہک گھڑی سو سال دی — بال ڈیوے میں لاہ تساڈے جبالدی

اللہ جانتا ہے۔ کہ حضور غریب النواز نے بڑی شفقت فرمائی۔ اور مہربانی اور کرم نوازے پیش آئے۔ اور خان جی صاحب عباس خان کو موچھ بھول گیا۔ اور مولوی رنگوادی کو رنگ داد بھول گیا۔ اور چھ دن تک باریار ہی کھلواتے رہتے۔ کہو مسکین نیک محمد۔

سار باناں مہر باناں راہیا   شالہ جیویہ تیری ہووی ما یا

اللہ جل شانہٗ نے اعلیٰ سے اعلیٰ شان بنائے ہیں۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے سما کا ہر چیز سے اونچا اور بلند رتبہ شان بنایا ہے۔ جو کہ حضرت غریب نواز قطب الدین حضرت غریب نواز فرید صاحب پاک پتن شریف والے کے پیر تھے۔ قطب الدین اوشی کاکیؒ جن کے آسمان سے کاک اترتے تھے و رکھاتے رہتے تھے۔ قدرت الٰہی ایک دن سما شروع ہوا اور قوالوں نے یہ الفاظ منہ سے نکالے

ہر کہ باشد کشتہ شمشیر دوست   آں نہ مردہ زندہ جاوید اوست

پھر فرمایا

کشتہ گان خنجر تسلیم را   ہر زمان از غیب جان دیگر است

گاتے گاتے پہلے مصرعہ گاتے رہے۔ مگر پچھلا مصرعہ بھول گیا۔ بہت کوشش کی مگر یاد نہ آیا۔ اور نہ کتابوں میں ملا وہ ستر آدمی خود تسلیم سے شہادت پا گئے اور ہمراؤں سمیت دفن کئے گئے۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم   بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من جائے

کجا و بہر جہاں ہمیں رمز کہ تو گفتی   خدا بود محمدؐ بود شب جائے کہ من

میرا انزیو آتش عشق تو دامن سوختے خسرو

محمدؐ شمع مجلس بود شب جائے کہ من بودم

سما کا شان دو جہاں سے برتر ہے۔ واہ سبحان اللہ حضرت اعلیٰ مہر دیوانا اور

بسالوی خواجہ محمد دین خواجہ شمس الدین سیالوی کے لخت جگر خاص کر خان صاحب خان عباس موچھ والے اور مراد علی شاہ صاحب کھور شریف والے اور محمد نواز خان عیسے خیل والے سماکا شان خوب جانتے ہیں۔ جو کہ مسکین ان کے سامنے اللہ اور اللہ کے حبیب کا شان بیان کیا اور ان کا حال دیکھا۔

جا کے آکھیں شمس الدین دے لال نوں گوڑھے نینڑاں دا مڑے لج پال نوں
نیوں لبول مٹھڑے ڈھول دے بول سانوں یار ردسی ر دلدے
کہتے کہتے مسکین نیک محمد۔

صبا بگو چہ آن پار ہمے گزاری از لیقت جلیبی فکلنہ خبری
ترا چہ سود کہ مارا جگر میں سوزی فان آخرت بھنداز حبست دلفری
نرگس اندر باغ حیران از نگاہ چشم تو مست آہو در بیاں از نگاہ چشم تو
جامہ نیلی کردہ سوسن لالہ را در سینہ داغ
کاکل سنبل پریشان از نگاہ چشم تو
کمریاں کوکو نوائے عندلیباں صد ہزار
از فراق دوست نالاں از نگاہ چشم تو
حال جامی را چہ پرسی تیر خوردہ در جگر
نگاہ انہاں گاہ خیزہ از نگاہ چشم تو
اللہ ھا حد مسکین کا یہ کہنا کہ ناگہاں مولوی صاحب تونسے انکے تشریف لے آئے

جو کہ بڑے اجل عالم فاضل تھے۔ صبح کا وقت تھا۔ حال جا محمد راجپہ پرسی کا فقرہ کہتے ہی غریب کو غش آ گیا۔ اور زمین پر گر پڑا۔ تلیاں جس جس کرتے گئے مگر آرام نہ آتا تھا۔ مسکین نیک محمد نے سوچا کہ ہوش نہیں آتا۔ تو نعت سرور کائنات کی شروع کی۔

اے ماہ خوشی لگا اسلام علیک ۔ آفتاب ھلا اسلام علیک

بخرامی د مہر ما گو ید ۔ سرور انبیا اسلام علیک

دیدہ ادھاری لخاک رات ۔ گو ید آتے طوطیا اسلام علیک

مولنا مولوی صاحب کو آرام آ گیا۔ اور خان جی صاحب عثمان عیا مرحوم نے نعت حضرت کائنات کی بیان فرمائی۔

یا حبیب کبر یا ۔ برگزیدہ انبیا اسلام علیک

بارک اللہ بر تو گو ید دائما ۔ وعدہ لیعطیک از حق شہید بتو

خلق تو کردہ مسخر خلق رہ ۔ در یتیم بے بہار اسلام علیک

ماں گو ید برقص اندر سجود ۔ عاشقاں نرا سجدہ گاہ اسلام علیک

سینہ قاصر تو دم بدم ۔ صد ہزاراں بار ہا اسلام علیک

رب کریم احبیب رب کریم یک نظر فرما کہ متفقی شوم ابنائے جنس۔ سنگ تو منظور نجم الدین سگانہ اسرداست۔ چو دلیر دلبر آرام گیرد۔ ز وصل دیگرے کے کام ہوندا آرام دا اللہ نال یاراں۔ کہ یاراں نال دائم یا بنیا دالی

دلبر ہیکہ پل میں جرانہ ہووے۔ کرمستی سدا سٹرکوں سودے۔
حضرت خان صاحب عباس خان اور مولوی رنگو ادی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے اور مسکین مہرا شریف میں رہ گیا۔ قدرت ولی حضرت غریب نواز اعلےٰ کے زمانے میں فتح خان نمبردار بھی تھا۔ اور ذیلدار بھی ہمیشہ لنگر کے لئے چھ بوری گندم دیتا تھا۔ کوئی شخص لڑکی نکال کر فتح خان نمبردار کے گھر لے آیا۔ ذیلدار اس شخص اور لڑکی کو ہمراہ لے جا کر حضور کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ حضور غریب النواز اعلیٰ صاحب اس لڑکی کا نکاح پڑھ دیں۔ حضرت غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ ہمیں نکاح پڑھنا نہیں آتا۔ فتح خان ذیلدار بہت غصے ہوئے۔ کہ جناب کی خدمت میں چالیس پچاس عالم رہتے ہیں۔ نکاح پڑھنا نہیں جانتے حضور نے فرمایا نہیں جاؤ ہمیں نکاح پڑھنا نہیں آتا۔ نزدیک بستیوں میں قاضی رہتے ہیں۔ ان سے نکاح پڑھاؤ۔ فتح خان ذیلدار نے کہا۔ اچھا میں تیرے لئے دانے بند کر دوں گا۔ حضور غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز ہمارے رازق ذیلدار صاحب اللہ ہیں۔ ہمارا اللہ پر بھروسہ ہے۔ قدرب ربی حضور کی کرامات۔ میرے شریف میں قحط پڑ گیا جو شاہپور والا شاہ صاحب حضور غریب النواز کا غلام تھا۔ اس نے سائٹھ بوری غلے گندم کی روانہ فرمائی۔ جو کہ بڑا غنی اور دلاور تھا۔ جب پہنچی

ہی تھیں. تو حضور نے چھ بوری گندم اس ڈیلدار کے گھر روانہ کر دیں. ڈیلدار دیکھ کر حیران ہوا. اور سمجھا کہ یہ حضور کی کرامات ہے. میلا بنا کر حضور غریب نواز کو راضی کرنے کیلئے آیا. اور عجز نیاز بجالایا. کہ راضی ہو. تو حضور نے فرمایا فتح خان دیکھا اگر ہم نکاح پڑھیں تو لڑکی والے بھی ناراض اور اس کا تمام کنبہ بھی ناراض ہوتا. دیکھ نکاح پڑھنے کی وجہ یہی تھی. کہ تو بھی راضی اور لڑکی کے وارث بھی راضی ہیں. پس درویشوں کا کام یہی ہوتا ہے. کہ کسی کو ناراض نہ کرنا کتنی مدت حضور غریب النواز چھ بوری گندم ڈیلدار کو دیتے رہے.

ہر کہ ترسد از خدا و از رسول ترس وزرو کے حق وانہیں وہر چہ بود

چکی پھرنی خریدنے دیکھی ہاکول کھلو دو پیڑاں وچ جہاں خرید تو نہ غافل ہو

پھر سی چکی لگیا دڑا ثابت نہ رہیا کوئی

ہے فریدا تا پہنی لوڑیں مندھ کلی دے ہو

افرمایا فرید دے تائیں بچے میرے بہتر ہے ہو

چھوڑی سالاں چلے کنوئیں ابھی نہ بھیون کو

کھیلینے نوجاگ لوادیں تاریخ چادیں ابرو

اللہ میاں کا نشان مال کا فرمان سنکر فرید کا صاحب روانہ ہوئے. جو حضرت اجمیری کا جہاں میں عمل تھا. وہاں جا کر حضرت غریب النواز کہاں ہوں گے

تو اس نے کہا. کہ وہ دیکھو درخت کے منڈھ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں. تو فرید صاحب نے خیال کیا. کہ غریب نواز مرا کیے ہیں سکے درخت کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں. قدرت الٰہی دیکھتے ہی وہ خشک درخت سرسبز ہو گیا

نمودا خود بخود عین حیدرائی ‌ ‌ ‌ ‌ زخود گم شو چہ چاشئے خود نمائی

فریدا تمہیں ماں یا پ نے خدا راستے پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ کرامات دکھانے کیلئے. چلا جا ہمارے لائق نہیں. تو دلی شریف ہمارے محمود قطب کے پاس چلے جاؤ. وہ تمہیں خدا کا راستہ بتائے گا. جب پہنچا تو قطب الدین صاحب نے بھی مرید کرنے سے انکار کیا. مگر پیر کا کہنا مان کر مرید کیا.

خود کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے ‌ ‌ ‌ ‌ محمدؐ بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

خبردار پھر خودی نہ کرنا. میرے پیر نے دھکا کرکے پاس

تجھے بھیجا ہے. اللہ کریم کا شان کہ نواب خان چھوٹی والے کے بیٹے کی شادی تھی. حضرت غریب النواز امیر احمدؒ کو چھوٹی لے گیا. تین صد درویش اور مسکین پھر ہمراہ تھا. اسحور کے وقت حضور غریب النواز کی عادت مبارک تھی. کہ جمہر کرنے اور ہمراہ سماع بھی شروع ہو جاتا ہے. غریب النواز نے ارشاد فرمایا. کہ نیک محمدؐ کوئی چیز سناؤ. مسکین نے شروع کیا.

ذکریا- اس نہ کیتی اُرہ ہٹ ہنر پنڈیاں بھی

بچی ذکر کر پندار رہیا تا وقت سر کٹیندیاں بھی

منصور ان الحق کہندا رہتا تا سوالی اوپر چڑھیند یاں بھی

علی حیدر یار ایتھوں شرم آندا تینوں عاشقاں وچ گینیاں بھی

صابن دے تن کپڑے پالیس چیڑے کرن نہ دین کو دلی

شاہ شمس دن دلی چا کھل کوائیں منصور چڑھا میں ہو گی

سلیمان کولوں چا بھڑ چھکائیں بیٹھا رہی کستیں قبولی

علی حیدر یار ہے چھاں نال اے جہیں ہوئی تو کسے ہیں باغ دی موہلی

بفراخ دل فرمانے نظر بماہ رو ئے | بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ عمر ہائے ہو ئے

بخدا کہ رشکم آبیدہ چشم روشن خود | چہ نظر دریغ باشد بچنیں لطیف روئے

اللہ واللہ مسکین نے جب الفاظ نکالے تو غریب نواز کو ایسی مستی آئی۔ کہ

سورج نکل پڑا اور نماز بھی بھول گئی۔ درویشوں نے فرمایا۔ کہ نماز کا وقت

گزر گیا۔ تو آپ نے اسی حالت میں نماز گزاری۔

خلق گوید کے عاشق بے نماز است | وجود عاشقاں کلی نماز است

کاش میرے جبین شوق سجدے سے سر ہن واز ہو

یو ہی دعا نازیں آ ٹھوں بھر نماز ہو۔

سجدہ اس کا سجدہ ہے۔ سرور ہی سرواز ہے

یار کے پائے نماز پر جس کی ادا نماز ہو

تری گلی میں پاک جا جاوے کہاں تیرا گدا | کیوں نہ ہو۔ وہ تیار ہو۔ تجھے جیسے تیار ہو

در ترے دے کوئی خالی کبھی نہیں پھرا

طرف بڑھے بھی اے کریم دست کرم دراز ہو

حضرت غریب نواز شادی گزار کر واپسی تشریف لے آئے۔

قدرت الٰہی۔ حضرت غریب نواز بنگلے شریف کے مغرب کی طرف سایہ میں تشریف فرما تھے۔ مسکین و سجادہ نشین میاں محمد صحبت میں بیٹھے تھے۔ حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ آج ہمارے غلام محمد کو حج پر جانا پڑا ہے۔ جہاز میں بڑی تکلیف پیش آتی ہے۔ مسکین کو تو اس اسرار کا پتہ نہ چل سکا۔ مگر سجادہ نشین صاحب نے وہ وقت اور وہی دن تحریر کر لیا۔ کہ حضور کی کرامات ظاہر ہو گی۔ جب غلام محمد خان حج سے واپس ہوا۔ تو پہلے پہل حضور غریب النواز کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرب الستان کی کھجوریں ایک ٹین آب زمزم اور ایک سیاہ چادر جس پر کلمات لکھے ہوئے تھے۔ تو حضور کی خدمت میں پیش کئے۔ اور سجادہ صاحب میاں محمد نے غلام محمد سے دریافت کیا کہ حج کا واقعہ بیان کرو۔ غلام محمد نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب ہم جہاز پر سوار ہوئے۔ تو ہمارا جہاز گھمر گھیر میں پھنس گیا۔ اور جہاز میں تمام مخلوق نے اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ کہ اب ڈوبتے ہیں۔ اب غرق ہوتے ہیں۔ میں نے خواجہ غریب النواز کو وہاں یاد کیا۔ کہ اللہ کے لئے آج ہماری فریاد رسی کریں۔ تو جب میں نے خواجہ صاحب کی خدمت میں التجا کی تو یہ وقت تھا۔ اور یہ تاریخ تھی ہمارا جہاز صحیح سلامت کنارے پر جا لگا۔ اور

ہم خیریت سے رج گزار کر واپس آئے ہیں۔ یہ حضور غریب النواز کی ظاہر کی کرامات ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جو نوٹ کر رکھا تھا۔ ہو بہو غلام محمد کے کہنے کے مطابق کہ ایک عاجز امام مسجد موضع سوالنس میں مسمّی ملوک علی جان کندنی کے سبب سے بہت ذلیل تھا۔ تین دن گزر گئے۔ اس کی جان کندنی نہ ہوئی۔ اللہ داد عصر کی نماز کے بعد مسکین خود اس سے دریافت کیا۔ کہ تیرا مرشد کون ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت شمس العارفین سیالوی۔ مسکین نے جواب دیا۔ کہ میاں اللہ کی خدمت میں التجا کریں کہ اے اللہ مجھے شمس العارفین کی معرفت معافی دیں۔ اس شخص نے شمس العارفین کا اسم مبارک لے کر اللہ میاں سے معافی مانگی۔ معافی مانگتے ہی اللہ میاں جانتا ہے۔ مسکین دیکھتا رہا۔ اور وہ سنتا رہا۔ اس نے کہا۔ کہ میرے آگے سے دُور ہو جاؤ۔ کیونکہ مکان کی منڈیر پر حوریں اور غلمان آسمان سے اترتے آتے ہیں۔ مجھے زیارت کرنے دیں۔ تو روح پرواز ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مسکین کی موجودگی کا واقعہ کہ حضرت شمس العارفین مدت سے وفات پا گئے تھے۔ اور اس شخص کو آج آ کر امداد فرمائی۔ یہ کرامات حضور شمس العارفین سیالوی کی آج ظاہر ہوتی ہے۔

کار پاکاں را خیال از خود بگیر　　　گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

حضرت غریب نواز شاہی احمد خان میرا شریف والے کی دعوت نور احمد کمہار دیوالی نے منظور کرائی۔ اور حضور کے ہمراہ پندرہ درویش تھے۔ جب نور احمد کے گھر

پہنچے تو گھر میں بیٹھنے کا کوئی سامان نہ کیا گیا تھا. مسکین نے جب حضور غریب النواز ثانی علیہ کی آمد سُنی تو حاضر ہوُا. آ کر دیکھا تو حضور غریب النواز جگہ تیار نہ ہونے کی وجہ سے حیران اور پریشان کھڑے تھے. مسکین کی طرف توجہ ہو کر فرمایا. کہ جو کچھ گھر میں آئے اس کی تعظیم کرنی لازمی ہوتی ہے. مسکین نے اس وقت دوڑ دھوپ کر کے چار پائیاں. کھیس. سرہانے حاضر کر کے تیار کر دیئے. اور حضور غریب النواز نے آرام فرمایا. اور رات گذار کر سویرے مسکین کے گھر ناشتہ کر کے موچھ کی طرف روانہ ہوئے. جب موچھ شہر کے قریب گئے. تو ارشاد فرمایا. کہ پیر بھائیوں تم کو رخصت ہے. کہ آگے پیر بھائیوں کو تکلیف نہ دے. تمام معرکہ رخصت لے کر واپس ہوُا. مسکین نے بھی رخصت چاہی. حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا. کہ معرکہ کو رخصت دی گئی ہے. تم کو کوئی رخصت نہیں. تو ہمارے ساتھ رہے گا. اور وہاں رہ کر پھر دیکھا جاوے گا. مسکین کو ہمراہ لے گئے. بار بار شفقت فرما کر فرماتے نیک محمد ہم نے تم کو کوئی اور چیز سمجھا ہوُا تھا. تو تو کوئی اور چیز ہے. موچھ پہنچتے ہی مسکین نے فرمایا.

گر بود شمع جمالش ایں چنیں افروختہ

در جہاں ہر گز نہ ماند خانماں سوختہ

ہمت عاشق نگر کو در تماشائے جمال ہر دو عالم از برائے یک نظر بفروختہ

بڑی مجلس گرم ہوئی. اور خان عباس خان فریاد کرتے کرتے ہی ارشاد فرمایا

مُبارک صد مُبارک ہو حبیب کبریا سہرا
بدھا میثاق میں حضرت خوشی سے بے بہا سہرا
ملی کرسی صدارت کی تجھے انبیاؤں میں
جڑا مازاغ سے چہرا خدا نے ماہتا سہرا
کیا عرشی کیا فرشی ترے ہی حسن کے شیدا
لہوں پر حور غلاماں کے شب اسریٰ میں تمام سہرا
حشر میں دے جلیل اکبر عطائیں تری مرضی سے
سنا دے خلق عالم کو یہ سورتی والقی سہرا

حضرت غریب النواز موچھ میں دو دن رہ کر روانہ ہوئے۔ تو راستے میں مسکین کے ساتھ بڑی شفقت فرما کہ ہر قسم کی کلان کی اجازت فرمائی اور سٹیشن پائی خیل پر ہمراہ لے گئے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ بہتر ہے۔ کہ ہمارے ساتھ مہار شریف چلو اگر نہ تو اب آپ کو اجازت ہے۔ گھر چلے جاؤ۔ مسکین واپس آ گیا۔ گھر پہنچا تو خواجہ محمود تونسوی مکھڈ شریف تشریف لے آئے۔ مسکین بھی سنتے ہی۔ مکھڈ شریف جا پہنچا۔ تو کیا دیکھا۔ تو ایک مکان دریا کے کنارے پر سوار بنا ہوا تھا۔ حضور غریب النواز وہاں تشریف فرما تھے۔ مسکین بھی جا داخل ہوا۔ آپ نے پھر آرام فرمایا۔ آرام کرنے کے بعد اٹھ کھڑے ہوئے۔ نماز کیلئے روانہ ہوئے۔ کسی نے حضور کے اوپر چھتری کی۔ کہ گرمی نہ ہو دے۔ حضور نے ارشاد فرمایا

کہ چھتری کی ضرورت نہیں۔ سایہ ہو تو خدائی ہو۔ یہ سایہ نہیں اور کسی نے پنکھا ہلانہ شروع کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہوا خدائی ہو۔ کہ عارضی ہوا کسی کام کی نہیں۔ حضرت غریب النواز رات گذار کر واپس ہو گئے کبی اور موقع پر حضرت نظام الدین تونسوی مکھڈ تشریف لے آئے۔ اور حضرت سجادہ میاں محمد صاحب رخصت ہو کر چلے گئے۔ اور مسکین وہاں رہا۔ تو قدرت الٰہی حضرت نظام بوقت فجر بنگلے کے شمالی کی جانب بیٹھے تھے۔ جو کہ دریا کا کنارہ تھا۔ کشتیاں وغیرہ دکھائی دیتی تھی کہ پر اثر نظارہ دکھائی دیتا تھا۔ تو حضرت نے مجنوں غلام قادر کو ارشاد فرمایا۔ کہ کوئی بیت سناؤ۔ تو مجنوں نے عرض کیا۔ کہ غریب النواز میرے ہمراہ ایک سنگتی گاتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہ بھی اندر آ کر میرے ہمراہ گانا گائے۔ حضور نے اجازت دی۔ کہ چلو آوے اور گائے۔ مجنوں حضرت غریب النواز کو ابن یمین صاحب کی غزلیں سناتا تھا۔ مسکین نے مجنوں کو کہا۔ کہ اس وقت ابن عین کی غزلوں کو چھوڑ دو۔ اللہ کریم کی کرم نوازی مسکین نے شروع کیا۔

آ دے رانجھا تینوں اللہ گھلن آڑیں میتا لکھ احسان میناں
آندیاں ڈیکھ تینوں سجدا کرساں تے بھیج بھیج قدم چمساں
لگے بھاگ سہاگ ڈل تانڑے جدناں خوشی گل پساں
سیاں آن مبارکاں ڈیسم میتاں کھنڈ آتے گھر ونڈ پساں

اللہ جانتا ہے۔ مسکین نے یہ غزل شروع کی۔

خبرم دم رسیدہ اسپ کہ نگار خواہی آمد :

سرمن خدا ہے۔ داہ کہ سوار خواہی آمد !

ہمہ آہواں صحر سر خود نہادہ بر کف

بامید آنکہ روزے پشکار خواہی آمد

بلسم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم !!

پس از آنکہ من نہ مانم بچہ کار خواہی آمد

بیک آمدن ربودی دلو جان صبر و خسرو

کہ شود اگر بدینساں دوسہ بار خواہی آمد

حضرت غریب النواز کو سنکر اتنا جوش آیا۔ کہ گاتے گاتے نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ مسکین رخصت لیکر کشتی پر سوار ہو کر گھر پہنچا۔ حضرت غریب النواز کو گانے میں ایسا جوش آیا۔ کہ بار بار کہتے تھے۔ واہ فقیر۔ واہ فقیر۔ تیرے گانے تو قربان۔

دیگر۔ شاہ مراد صاحب کی خدمت میں جو کہ دندے شریف کا والی تھی۔ ایک دن مسکین علی نور کے ہمراہ دندے شریف پہنچا۔ حضرت شاہ مرادؒ خلیفہ غلام فرید چاچڑن شریف والے کے پاس جو کہ دن نکلنے کا وقت تھا۔ جو شاہ صاحب نے ارشاد فرمایا۔ میاں علی نور کوئی چیز سناؤ۔ تو مسکین نیک محمدؐ کا اس وقت بڑا جوشش و خروشش تھا۔ مسکین نے بھی توحید کا بیت شروع کیا۔ آسا راگنی کے ذریعے

حمد بے حد مر خدائے پاک را — آنکہ ایمان داد مشتے خاک را

شاہ صاحب کو ایسا جوش آیا کہ اُٹھ کھڑے ہوگئے۔ اور تمام غلام اور مجلس مچھلی کی مانند تڑپنے لگے۔ اور شاہ مرادنے روپے بارش کی طرح برسنے لگا۔ جو اٹھارہ روپے دے گیا۔ اور اپنے قوالوں کو فرماتا کہ سماع اور گانا اس کا نام ہے۔ جو لڑکے نے کمال کیا ہے۔ تم بھی گا رہے ہو۔ کافی

سب صورت وچ وسدائیں ڈیکھ ڈھول ماہی — جندا ساڈی کھیوں دیے ڈھول ماہی

رنگ برنگی تیرے ڈیرے۔ آپ ہیں۔ رانجھا ہیر تے کھڑے۔

نک چھپ بھیت نہ وسدائیں وسلے وچ ڈھول ماہی۔

بعلق بطون تعین ظاہر ہوتا۔ عربی ہوکر ملک نومر ہیا۔ رمز سالت رسدائیں دے ڈھول ماہی یار فرید نہ دسرم شالا۔ نسیم ہر دم آپ سمجھالا۔ میں بےکس بے وسدائے ڈھول ماہی گاتے گاتے گرمی کا کسی کو پتہ نہیں چلا۔ جو کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا۔ حضرت شاہ مراد صاحب نے بڑی شفقت فرمائی اور حضرت غریب النواز امیر احمدؒ کا بڑا محب تھا۔ مجھے کہا کہ مسکین نیک محمدؐ تو کچھ ہمارے پاس رہے۔ مگر مسکین نے اجازت کی اور گھر چلا آیا۔ عقل اور سوچ والے کیلئے سماع بہت عمدہ چیز ہے۔ مگر آجکل سماع کو پہنچنے والا۔ کوئی نظر نہیں آتا۔ سماع کا سننا چشتیاں خاندان کا کام تھا جو کہ اللہ اور رسول کو سماع ہی میں تلاش کرتے۔ ہمیں تمہیں سماع کے شان کی کیا قدر ہمارے لئے۔ سماع اس طرح ہے۔ گویا کہ گلکند گدو ہی کے آگے۔ اور اولیاء اللہ

کے لئے تریاق سے بھی افضل اور بالاتر درجہ رکھتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اللہ ہر ایک کو نیک جزاء عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سبحان اللہ۔

جس شان توں شاناں سب نیاں | پیح آکھاں تورب داستان آکھاں
جوں کر دی خدا یار تو بود | رہ بجو یار خدائی راہ جو زود

حضرت غریب النواز جب خط مبارک غریب مسکین کی طرف لکھتے تو سب کے پہلے یہ لکھتے

ایں خیال استاد محال است وجنوں | ہم خدا خواہی وہم دنیاء دوں

حضرت غریب نواز نے خط تحریر کیا۔ کہ نیک محمد جلدی پہنچو۔ مسکین ہمراہ بی بی صاحبہ روانہ ہوا۔ اور عزیز عبد الغفار کو کہہ گیا۔ کہ اگلے جمعہ کو ہمارے آگے سٹیشن سمندر والا پر کھڑے ہو کر انتظار کرنا۔ جب ہم حضرت غریب النواز کی خدمت میں پہنچے تو قدم بوسی کی۔ حضرت نے بے حد کرم نوازی فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ وزیر اللہ بخش جو چیز خوردنی مرے مکان میں یعنی نصری۔ گڑ۔ گھی۔ ہمیاں وغیرہ پڑی ہیں۔ تمام نکال کر میری ہمشیرہ کے حوالے کریں۔ تاکہ خود بخود پکائیں۔ اور کھائیں۔ کھلائیں۔ شیر محمد لے آیا۔ قدرت الٰہی حضرت غریب النواز خود اٹھ کھڑے ہوئے۔ کیونکہ شیر محمد وزیر نے تمام چیز نہ لائی تھی۔ غریب النواز نے اندر جا کر تمام چیز اٹھائی اور ہمشیراں کے سپرد کی اور شیر محمد وزیر کی طرف ناراض ہو کر کہا۔

کہ تجھے جو کہا گیا تھا۔ کہ تمام چیزیں لے آؤ۔ باقی ماؤ کے لیئے رکھ لئے اُٹھے تھے

اولیاء اطفال حق اند اے پسر   در حضور و غیبت آ گاہ و ر خبر

کچھ دن رہے حضور کی خدمت میں رہے۔ مگر تاریخ مقررہ آ گئی۔ جو

عبدالغفار کو سٹیشن پر موجودگی کے لئے کہ آئے تھے۔ مسکین نیک محمد

اہلیہ کے گھر کی جانب تیاری کی اور رخصت کے لیئے حاضر ہوئے۔

حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ہمشیرہ کبھی یہاں رہے۔

تو بہتر ہے۔ ورنہ نیک محمد کو اجازت نہیں۔ کچھ دن اور بھی میرے

پاس رہے گا۔ اگر بہتر کیف ہمشیرہ جاتی ہے۔ تو پھر اجازت ہے

تو ہمشیرہ نے جواب دیا۔ میں اکیلی اس کے بغیر کس طرح جا سکتی

ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ نیک محمد کو اجازت نہیں دیتے۔ تو چلی جا۔

تیرا نگہبان اللہ ہی ہوگا۔

تو بی بی صاحبہ نے تیاری کی تو حضور نے فرمایا کل کو اجازت دی

جاوے گی۔ تو بی بی صاحبہ نے عرض کی کہ آج تاریخ مقررہ ہے۔

عبدالغفار شاہ سٹیشن پر آ کر حیران اور پریشان ہوگا۔ حضور نے فرمایا

نہیں نہیں بہن میری عبدالغفار واپس جا کر پھر سٹیشن پر آ جاوے

گا۔ تم کو کل اجازت دی جاوے گی۔ یہ تمام گفتگو عام مجلس اور

اور درویشوں نے سُنی تھی۔ کہ اچانک مولوی علی محمد بمعہ بیوی کے

حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ صاحبزادے صاحب میاں محمد شیر محمد
نور محمد نے مبارک دی۔ کہ مائی صاحب تیرا سنگ آ گیا ہے۔ علی وغیرہ
رات گزار کر اگلی رات روانہ ہوئے۔ جب سمندوالہ پہنچے تو عبدالغفار
شاہ صاحب سٹیشن پر حاضر تھا۔ ملک محمد صدیق چناوڑ تے پوچھا کہ سٹیشن
پر کس طرح آئے ہو؟۔ تو جواب دیا کہ والدہ صاحبہ بسالی شریف گئی
تھیں۔ انہوں نے اترنا ہے۔ کہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوں۔ محمد صدیق
نے جواب دیا۔ کہ میں نے شاہ صاحب کیلئے گھوڑی لائی ہے۔

وہ نہیں آئے مائی صاحبہ کو گھوڑی پر سوار کر دو گھوڑی پر سوار ہو کر
حویلی کے اندر اپنے مکان کے دروازہ پر آن اُتری۔ یہ ہے حضور
غریب النواز کی ظاہرہ ظہور کرامات ہے۔

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا
اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ۔

عاد کافر کی طرف پیغمبر ہود علیہ السلام کو بھیجا کہ عاد کو یہ بری
کہے مگر عاد نے سرکشی کی اور ہود کے حکم احکام کی روگردانی کی۔

تا توانی بندن مشو سلطان مشو دحکم کشتی چوں گوئے تو چوں گاں ہود
گرد حناں خط کشید سر ہند ہیبا دآئی۔

ہمچناں شہبان رائی کشید   گرد بر گرد رما خط پدید

داکہ جمعہ مے شود وقت نماز تا نیدرد گرگ آنجا تا نہ

تاکہ حرص دگرگ وحرص کو لپسند دارۂ مرد خدا آں بود بینہ

ہمچناں و بار اجل بردہ ستاں چوں نسیم سے وزد در بوستان

و قدرت الٰہی مسکین نیک محمدؐ خود حاضر تھے۔ حضرت غریب النواز امیر احمد صبح کی روٹی کھا کر قیلولہ کے لئے تیار ہوئے۔ تو لیٹتے ہی پروانہ پہنچا۔ حضرت غریب النواز نے اس کو پڑھا۔ اس میں تحریر تھا۔ کہ خواجہ احمد خان صاحب ثانی نے تحریر فرمایا۔ کہ مجھے کچھ تکلیف ہے زیادہ خطرہ تو نہیں۔ مگر آپ شاتی پہنچیں۔ تو حضور غریب النواز نے جب پڑھا۔ تو اُسی وقت دوڑے اور پیزار وغیرہ بھی پہنے بھول گئے۔ اور اللہ بخش وزیر نے پیزار اُٹھا کر راستے جا پہنائے۔ اور دوڑے گئے۔ کہ گاڑی نہ نکل جاوے۔ کئی درویش ہمراہ چلے گئے۔ مگر مسکین کی بدنصیبی وہیں رہ گیا۔ حضرت امیر احمد حضور غریب نواز احمد خان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت غریب النواز کی زبان مبارک سے سُنا گیا ہے۔ کہ حضرت غریب النواز ثانی علیہ نے تمام لوگوں کو مکان سے باہر نکالا جائے اور مجھے بُلا کر سینے کے ساتھ لگایا کہ اللہ رسول کے لئے میرے اوپر راضی رہنا۔ اور مجھے غسل دینا اور کفن دفن کرنا۔ اور جنازہ کرنا۔ آپ کے

دہ ہے۔ کسی غیر کو نزدیک نہ آنے دینا۔ اور غریب النواز ثانی صاحب کو لوگوں نے کہا کہ خیرات کریں۔ اور عام لوگوں کے خیراتیں لیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں۔

صرف حضرت غریب النواز اعلیٰ نے میرے لئے ایک پاؤ آٹا مقررہ کیا ہوا تھا۔ میرا یہی حق ہے۔ میں کھانے سے عاجز ہوں۔ میرے حصے کا آٹا کسی غریب مسکین کو دے دو۔

شر ثانی عمر فاروق عدل میں بے مثال۔ خواجہ احمد خان ثانی بے دعا کے واسطے مقبول خدا سرائے فانی سے دار بقا کی جانب رحلت فرما گئے۔ حضرت احمد کے ہمراہ رہنے والے صوفی احمد خانؒ تھے۔ جس طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہنے والے حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ جس طرح نبی کریم نے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ہمراہ روضے مبارک جگہ عطا فرمائی۔ اس طرح خواجہ احمدؒ علیہ اعلیٰ رحمت نے خواجہ احمد خان ثانی کو اپنے روضے مبارک میں جگہ دی اور وہیں دفن کئے گئے۔

رل مل یاراں لئیاں بہاراں نال حضرت لہے چار چودھاراں

وچ توراۃ انجیل اخباراں وچ قرآن فرمایا مدے سائیں

حضرت غریب النواز امیر احمد نے میاں عبداللہ جو کہ حضور ق کا بھتیجا تھا۔ خلافت کی دستت مبارک اس کے سر پہ بندھائی اور واپس بسال شریف

تشریف لے آئے۔ اور بار بار فرماتے کہ میرے بعد خلافت میرے بھتیجے میاں محمد کا ہے۔ اس میں کوئی بحث مباحثہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ میں اپنی زندگی میں اعلانیہ طور پر اظہار کر رہا ہے۔ جو کہ سجادہ صاحب میاں محمد خلافت مقیم ہیں۔ بموجب ارشاد حضور غریب النواز۔ اور سجادہ صاحب دو یرو مسکین نیک محمد ناقص عقل والے نے کہا۔ اور اللہ بخش دانشمند عاقل خادم اعلیٰ نے کہا۔ کہ یا حضرت کریم اللہ بخش تونسوی فرماتے کہ میں مرید اس واسطے کرتا ہوں۔ کہ کسی اللہ کے بندے کا ہاتھ میرے ہاتھ میں آ جائے۔ اور خداوند کریم اس کی طفیل مجھے بھی بخش دے۔ دوسرا ہاتھ پکڑتے وقت ماسوا اللہ کوئی وہم خیال دل میں نہیں رہتا۔ اور ہاتھ پکڑنے والا یعنی مُرشد التجا کرتا ہے۔ دربار الٰہی میں کہ اللہ اس کا ہاتھ اور میرا ہاتھ وچ پیشوا ہاتھ۔ پیروں کے اوپے پیروں کا ہاتھ وچ ہاتھ مُبارک سرور کائنات کے اور سرور کائنات کا ہاتھ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ۔ یہ بیعت کرنا خُدائی اور سرور کائنات کی پیروی کرنا ہے۔ تو میاں حضور غریب النواز کی پیروی کی جائے۔

کیونکہ اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔ تو حضور غریب النواز تجھ پر

کرم فرما رہے ہیں۔ ورنہ کسی اور کو اجازت دے دیتے۔

واہ واہ محمد کے سونے سونے چالے — اپنے پرائے کے غم ٹالے

درتے جو آون کھماں منہ منہ کالے — چن چودھویں دا چاپل وچ بیندا

جینوں محمد ہر کوئی سند بندا — دہ ہے۔ لاج پال ہر و پالا جاں پلیندا

سایک راہ طریق خاص محبوب خدا — خواجہ امر احمد رئیس عشق کے واسطے

حضرت خواجہ محمد صبر و علم و بے مثال

روضۂ شب ذکر الٰہی خوشنما کے واسطے

بخش دے اپنی محبت قطعہ کردے ماہوا

واسطے پیراں شجرہ چشتیا کے واسطے

حضرت غریب النواز اعلیٰ نے تالاب مبارک کی تیاری کی تو کھڈ شریف سے مستری منگوایا۔ مستری پہنچا تو کوئی ساماں موجود نہ تھا۔ تو مستری حال دیکھ کر پریشان ہوا۔ سینکڑوں منوں کا چونا و سیمنٹ وغیرہ صرف ہوگا۔ کام کس طرح شروع ہوگا۔ حضرت غریب النواز نے ارشاد فرمایا کہ درویشوں کی کوئی چیز جمع نہیں ہوتی۔ تم کام شروع کر دو۔ کام چلتا جائے گا۔ قدرت الٰہی مستری صاحب نے تالاب کی کاروائی شروع کر دی۔ اللہ واحد جانتا ہے۔ مسکین نیک محمد اور منشی فتح محمد صاحب اوپر رہ کر کاروائی کرواتے تھے۔

اور مسکین نیک محمد کے ساتھ اپنی بیوی بھی حضور غریب النواز کے دربار میں لے گیا حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ میری ہمشیرہ کو تالاب کے کام کرنے والوں کیلئے ہر روز حلوا تیار کیا کرے۔ بی بی صاحبہ نے عرض کی یا حضرت سامان وغیرہ کس طرح ہوگا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ ہر روز تازہ اللہ تعالیٰ بندوبست کرتا رہے گا۔ اللہ واحد ہر روز حلوا تیار کرتی اور اللہ میاں حلوا کے سامان تازا بھجواتا۔ تین ماہ تالاب کا کام ہوتا رہا۔ مگر حلوہ ناغہ نہ ہوا۔ کڑھائی تیار ہوتی تو پہلے پہل صاحبزادوں کو تھال بھر دیتی تھی۔ اور بعد میں کارروائی کرنے والوں کو بعد میں طالب علم درویش خوب سیر ہو کر کھاتے مگر حلوہ ختم نہ ہوتا۔ واہ سبحان اللہ۔ حضور کی ظاہر ظہور کرامات کہ حافظ گل محمد پراچہ محلہ ڈشریف ڈالا جو کہ پشاور میں بڑا دوکاندار سیٹھ تھا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے بڑی امداد دی۔ مطلوب کی تیاری کرنے میں تالاب کے تیار ہوتے وقت مسکین نیک محمد و منشی فتح محمد کو بھی اس کے پراچ نے پشاوری لنگیاں عطا فرمائیں۔ مبارک بادی کی صورت میں اور حضور غریب النواز نے عین شفقت فرمائی۔ اللہ کریم ہر روز تازہ سامان کا بندوبست کرتا رہا۔ اور منشی صاحب دیکھ کر حیران ہوتا رہا۔ کہ واہ سبحان اللہ بزرگوں کی کرامات کتنا من چونا سیمنٹ خرچ ہو گئی ہے۔ مگر سامان کے آنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوئی۔ قدرت الٰہی سے موجود ہوتا رہا۔ اور خیر خیریت سے

تالاب تیار ہو گیا۔

خیانمک صد مبارک ہو حبیب کبریا سہرا

لدھا میثاق حضرت خوشی سے بے بہا سہرا

آں شنیدی تو کہ در ہندوستان ⁘ دیدہ یک دانا کہ روزے دوستان

فیل ہستیں تو کہ اکنوں مے رویر ⁘ ہندمن از جان و دل از مے شنید

کوئی مقبول اللہ کے سات جوان حج کو جانب تیار ہوئے۔ ان کے ہمراہ

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ جو قادریہ خاندان میں سے

تھے۔ جب روانہ ہوئے۔ تو کسی اولیاء اللہ نے نصیحت کی کہ راستے

میں ہاتھی اور ہاتھنیاں بہت ہوتی ہیں۔ ان کو مت چھیڑنا۔ کیونکہ

کوئی ہتھنی کے بچے کو ہلائے۔ یا کھائے تو لاکھوں میں اس آدمی کو

پہچان لیتی ہیں۔ جو اس کے بچے کا نقصان کرتا ہے۔ اور وہ تلاش

کر کے اس کو مار دیتی ہے۔ اور کوئی مقبول راستے میں مل جائے۔ تو

اس کے زبان کی پیروی کرنا۔ قدرت الٰہی روانہ ہوئے۔ جب

تھوڑے فاصلے پر گئے۔ تو راستے میں ایک نابینا ملا۔ جو کہ شیب علیہ

کی مانند تھا۔ اس کے نزدیک سے گزرے۔ تو وہ نابینا ملا۔ کہ

اے حج پہ جانے والے۔ جو مال متاع حج کے لئے جا رہے ہو۔ تمام

کا تمام مجھے دے دو۔ تاکہ تمہارا حج پورا ہو جائے۔ کیونکہ میرے بال بچے بھوک سے

مر رہے ہیں۔ انہوں نے یہ سنکر آپس میں کہنے لگے۔ یہ دیکھو کہ راستہ میں بروستا کھڑا ہوگیا ہے سنکر اس نابینے حافظ رحمت اللہ نے فرمایا۔

نومگر کہ اندر جہاں یک بایدیہ بود دیس ٭ ہر کہ واس شہ بجانا بایدیہ دیگر است

نومرادیدی خدا رہ دیدہ ٭ گرد کعبہ سدق بر گم دیدہ

تاکہ کردی کعبہ را دردے نہ رفت ٭ اندریں خانہ بجز حی مے نرفت

کعبہ را یک بابنی گفت بار ٭ گفت با عبدی میرا تجھنا بار

جب انہوں نے حافظ کی یہ کلام سنی تو تمام رو کر مال اسباب حافظ نابینے کے حوالے کردیا تو دیکھا کہ کعبہ اس کے گرد گھومتا تھا۔ اور مقبول کے ذریعے اکبری حج حاصل کرلیا۔ اور واپس چلے گئے اسی طرح اللہ میاں کا شان مسکین نیک محمد تالاب کے جنوب کی جانب شیشم درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ جو ناگہاں ایک گروہ سید پاکوں کا آگیا۔ جنہوں کے ہمراہ غلام سرور شاہ اور اس کے بھائی برادر بھی تھے مسکین کے اچھی طرح واقف تھے۔ انہیں ایک سید تھا۔ جسکو چھلا شاہ کہتے تھے۔ اس نے تالاب اور سجی کو دیکھکر کہا۔ کہ نقشہ نظر آگیا۔ وضو فرما کر حضور کی خدمت میں بنگلے شریف روانہ ہوئے۔ مسکین بھی ہمراہ ہو چلا۔ جب بنگلے شریف روانہ ہوئے۔ مسکین کے دروازے پر پہنچے تو حضور غریب النواز اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور چھلے شاہ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہمراہ مصلے پر جا بیٹھا۔ اور مصلے پر بیٹھا کر حضور نے دونوں ہاتھ چھلے شاہ کے پکڑ لئے اور بلا کہے کہلائے مرید کیا۔ اور فرمایا کہ شاہ صاحب آپکو اجازت ہے۔ جا کر خلق خدا کو راستہ بتانا۔ یہ حقیقت دیکھ کر مسکین اور تمام مجالس نیلے حیران ہوگئے۔ کہ کیا حقیقت ہے۔ کہ حضور غریب نواز نے اپنے آپ مرید کر کے اجازت

خلافت کی عطا کی ہے اس بابا کی حقیقت کا پتہ خود تو نہ چلا مگر مسکین تلنو میں بیٹھا تھا۔ تبا
پاک مسکین کے پاس تلنو میں آئے تو مسکین نے چھلے شاہ کو مبارک دی کہ تیرے بھی نصیب ہیں۔ کہ آتے
ہی۔ خلافت کی اجازت مل گئی ہے تو چھلے شاہ نے فرمایا۔ میاں مجھے راہ خدا کرم بخشی نہیں ہوئی۔
سرخرو ہوتا ہے انسان ٹھوکریں کھانے کے بعد ۔ رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد
میں نے بہت دور بزرگوں کے درباروں میں غوطے کھائے۔ آخر اجمیر شریف پہنچا۔ تین ماہ
کا عرصہ حضرت غریب النواز اجمیری کی خدمت میں رہے اور مجھے خواب میں معین الدین
نے ارشاد فرمایا۔ رستہ دکھایا۔ کہ ضلع میانوالی میں چلا جا۔ اسی راستے پر لیسال شریف ضلع
کیمبلپور میں ہے۔ وہاں حضرت غریب نواز خواجہ امیر احمد نامی ایک اولیاء اللہ رہتا
تھا۔ وہ تمہیں مرید کرے گا۔ جب شاہ صاحب خلافت لے کر گھر لپٹاور پہنچے تو بہت لوگ
پٹوار اور تقابل کے شاہ صاحب کے مرید ہوئے۔ جب شاہ صاحب عرس مبارک پر تشریف لاتے
تو بہت خلق خدا مخلوق ساتھ ہوتی۔ دو گروہ بن کر آتے۔ ایک گروہ بڑے جوش و خروش
سے کہتا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد الرسول اللہ۔ دوسرے گروہ جوش سے جواب
دیتا۔ لا اللہ اللہ نور محمد صلی اللہ۔ آج تک اسی طرح دربار شریف میں جوش و خروش
سے آتے جاتے تھے۔ قضائے الٰہی چھلے شاہ صاحب سال ڈیڑھ سال سے رحلت کر کے
گئے ہیں۔ ولیکن اسکی اولاد تو ہے۔ لیکن پھر بھی وہ جوش و خروش سے آتے تھے۔
یہ حضور غریب النواز کی کرامات ہیں۔ ایک مسکین نے نہیں بلکہ تمام جہان نے دیکھی ہے
جو اظہر من الشمس کی طرح ہے۔ واللہ اعلم بالصواب